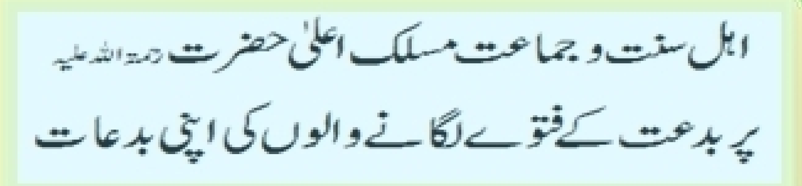








اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بندِ قبا دیکھ

احمد رضا قادری رضوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

اہل سنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

پر بدعت کے فتوے لگانے والوں کی اپنی بدعات

بدعاتِ وھابیہ کا علمی محاسبہ

اتنی نہ بڑھا پاکیءِ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بندِ قبا دیکھ

مرتب

احمد رضا قادری رضوی

نام کتاب......بدعاتِ وہابیہ کا علمی محاسبہ

مرتب......احمد رضا قادری رضوی

تقریظ......حضرت علامہ مولانا ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی حفظہ اللہ

نگران مجلّہ البرہان الحق

پروف ریڈنگ......مولانا عتیق الرحمٰن حفظہ اللہ (انڈیا)

اشاعت......دسمبر 2014ء

تعداد......1100

صفحات ......

ہدیہ



[nusratulhaq92@gmail.com]

اس کتاب میں آپ پڑھیں گے ......

- اصولِ وہابیہ کے مطابق علمائے دیوبند کی بدعت "دعا بعد عیدین"
- اصولِ وہابیہ کے مطابق علمائے دیوبند کی بدعت "دلائل الخیرات کے غیر منقول درود"
- اصولِ وہابیہ کے مطابق پانچواں و چھٹا کلمہ بدعت
- اصولِ وہابیہ کے مطابق "ایمان مفصل و مجمل" بدعت
- اصولِ وہابیہ کے مطابق علمائے وہابیہ کا "ختم بخاری" بدعت
- اصولِ وہابیہ کے مطابق طاعون زدہ شہر کے گرد بلند آواز اذان دینا بدعت
- اصولِ وہابیہ کے مطابق تھانوی کی لفظاً نیتِ نماز بدعت
- اصولِ وہابیہ کے مطابق علمائے دیوبند کا "جشن دیوبند" بدعت
- اصولِ وہابیہ کے مطابق خلفہ راشدین کے ایام وجلوس بدعت
- اصولِ وہابیہ کے مطابق سیرت النبی ﷺ کے جلسے بھی بدعت
- اصولِ وہابیہ کے مطابق تبلیغی جماعت کے مروجہ سہ روزے و چلے بدعت
- اصولِ وہابیہ کے مطابق پیٹ بھر کر کھانا "پہلی بدعت"
- وہابی دیوبندی کی خود ساختہ نماز" آخر یہ بدعت کیوں نہیں؟"
- اصولِ وہابیہ کے مطابق "اسماعیل دہلوی کی بدعات"
- اصولِ وہابیہ کے مطابق مساجد کی محراب بدعت ......باقی موضوعات کتاب میں دیکھیں۔

تقریظ

حضرت علامہ مولانا ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی حفظہ اللہ

نگران مجلہ البرہان الحق (واہ کینٹ، پاکستان)

الحمد للّٰہ ربّ العالمین و الصّلوٰۃ والسّلام علیٰ سیّد المرسلین :امابعد

میں نے اس رسالہ بنام "**بدعات وہابیہ کا علمی محاسبہ**" کو بغور پڑھا تو اس کو اپنے موضوع پر بڑا مفید پایا اور وہابیہ کی جہالتوں کو مصنف برادرم احمد رضا قادری نے خوب آشکار کیا ہے جو ہر سنی کے لئے پڑھنا نہایت ضروری ہے اور پھر وہابیوں کے اصولوں پر ان کی بدعات نکال کے ان کو جو پیش فرمائی ہیں جس پر وہابیہ کی بولتی بند ہے کیونکہ ان کا کوئی مذہب ہی نہیں ہے یہ ہر چڑھتے سورج کو سلام کہتے ہیں کبھی عیسائیوں کے ساتھ تو کبھی ہندو نواز تو کبھی سعودیوں اور کبھی یہودیوں کے دامن میں پناہ لیتے ہیں اور مسلمانوں میں انتشار کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔

اللہ تعالٰی بھلا فرمائے مصنف محترم کا کہ انہوں نے مسلمانوں کی بھلائی کے لئے یہ مفید رسالہ لکھا اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مصنف کے علم وعمل میں برکت عطاء فرمائے اور آخرت میں ان کے لئے ذریعہ نجات بنائے (آمین)

مولانا ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی نگران مجلہ البرہان الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد!

علمائے اہل سنت و جماعت حنفی [بریلوی] کے عقائد ونظریات قرآن و سنت کے عین مطابق ہیں، کوئی بھی موضوع اٹھا کر دیکھ لیجیے ہر ہر موضوع پر علمائے اہل سنت نے قرآن وسنت سے دلائل اپنی اپنی کتب ورسائل میں پیش فرمادیے ہیں۔ لیکن مخالفین اہل سنت نے ہمیشہ آنکھیں بند کرکے اعتراضات والزامات کا سلسلہ جاری رکھا، انہی سلسلوں میں ایک "بدعت" کا مسئلہ بھی بڑا اہم ہے۔ بات ہو یا نہ ہو بس مخالفین کی زبان سے بدعت کا فتوئی گولی کی طرح نکلے گا، لیکن ان لوگوں کی اپنی حالت یہ ہے کہ خود جو مرضی ہے کریں نہ بدعت نظر آئی گی نہ قرآن وسنت کا مطالبہ، نہ خیرالقرون سے ثبوت یاد آتا ہے اور نہ ہی وہ تمام اصولِ بدعت جن کی بنیاد پر سنیوں کو بدعتی وجہنمی قرار دیا جاتا ہے۔[معاذاللہ عزوجل]

آج ہم آپ کے سامنے مخالفینِ اہل سنت کے اصولوں کے تحت ہی انہی کی چند بدعات وخرافات کو پیش کریں گے، کہ وہ لوگ جو ہم سنیوں کو بدعتی

بدعتی کہتے نہیں تھکتے خود کتنی بدعات کا شکار ہیں۔لیکن اپنے گریبان میں جھانک کرنہیں دیکھتے۔

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر
دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

دیوبندیوں کے نزدیک صرف دو چار چیزیں ہی بدعت ہیں

علماے دیوبند کے نزدیک صرف اہل سنت و جماعت [سنیوں] ہی کی دو چار چیزوں پر بدعت کے فتوے جاری ہوتے ہیں باقی وہابی خود جو مرضی ہے کریں سب جائز ہو جاتا ہے۔

حتیٰ کہ داڑھی منڈے دیوبندی وہابی حضرات بھی ذکر رسول ﷺ کی محافل کو بدعت بدعت کہتے دیکھائی دیں گے لیکن خود ان کو اپنا بدعتی چہرہ نظر تک نہیں آتا، داڑھی منڈانے پر ان کو بدعت و حرام کے فتوے بھول جاتے ہیں لیکن سنی ذکر مصطفیٰ ﷺ کی محافل کا انعقاد کریں تو یہ ان کو بدعت نظر آتا ہے۔صرف یہی نہیں بلکہ بڑے بڑے علماے دیوبند کو میلاد،فاتحہ کے علاوہ باقی کچھ بدعت

نظر نہیں آتا۔ چنانچہ خود علماءِ دیوبند کے حکیم اشرفعلی تھانوی کہتے ہیں کہ:

''میں چاہتا ہوں کہ دین اپنی اصلی حالت پر آجائے مگر اکیلے میرے چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔ جو لوگ متبع سنت ہیں اور اپنی ہی جماعت [دیوبندی فرقے۔ازناقل] کے ہیں **اُن کے یہاں بھی بس یہی دو چار چیزیں تو بدعت ہیں** جیسے مولد کا قیام۔ عرس۔ تیجا۔ دسواں۔ **اس کے علاوہ جو اور چیزیں بدعت کی ہیں اُنہیں وہ بھی بدعت نہیں سمجھتے۔ چاہے وہ بدعت ہونے میں اُن سے بھی اشد ہوں**۔ مثلاً بیعت ہی کو دیکھئے جس ہیئت اور جس عقیدہ سے آج کل لوگ اس کو ضروری سمجھتے ہیں وہ بالکل بدعت اور غلط عقیدہ ہے لیکن کسی سے کہیں تو سہی، **اپنی ہی [دیوبندی] جماعت کے لوگ مخالفت پر آمادہ ہو جائیں**''

(الافاضات الیومیہ جلد دہم جزاول ص ۳۱ قدیم)

اہل دیوبند کے امام و حکیم اشرفعلی تھانوی کے اس دو ٹوک اعلان سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ وہابی دیوبندی مذہب میں صرف میلاد و فاتحہ جیسے کام ہی پر بدعت بدعت کے فتوے لگائے جاتے ہیں۔ ان کاموں کے علاوہ دیوبندی خود جو مرضی ہیں کرتے رہیں لیکن ان کو بدعت نہیں کہتے، چاہے وہ اصولِ وہابیہ کے مطابق بدعت ہونے میں میلاد و فاتحہ سے بھی اشد ہی کیوں

نہ ہوں۔

☆......اسی طرح ایک غیر مقلد اہلحدیث ابو مسعود عبد الجبار سلفی نے کتاب لکھی، جس میں انہوں نے اپنے ان وہابیوں کا رد کیا جو نماز کے بعد اجتماعی دعا کو بدعت کہتے ہیں۔ابو مسعود عبد الجبار سلفی کی اس کتاب کے بارے میں ان کے اپنے اہلحدیث مولانا تبصرہ کرتے ہیں کہ

''انھوں [ابو مسعود عبد الجبار سلفی] نے بہت سے ایسے مسائل کی فہرست پیش کی ہے۔جن پر تمام اہل حدیث حضرات عمل کرتے ہیں،اوران مسائل پر بھی استدلال کی فنی نوعیت ویسے ہی ہے جیسا فرض نمازوں کے بعد دعائے اجتماعی کی ہے۔مثلاً انھوں نے دعائے اجتماعی کے منکرین اور اسے بدعت قرار دینے والوں سے یہ استفسار کیا ہے کہ وہ بتائیں کہ نماز تراویح میں سیپارہ یا سوا سیپارہ متعین کرکے مسلسل ایک مہینہ تک قرآن مجید کو پڑھنے کی کیا دلیل ہے اور بالخصوص ستائیسویں شب کو جو خصوصی اہتمام پورے عالم اسلام بشمول حرمین شریفین میں کیا جاتا ہے اس کا شرعی جواز کیا ہے؟اس طرح قنوت وتر میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کی شرعی نوعیت کیا ہے؟ہمارے ہاں نماز جمعہ کی جماعت میں دوسری رکعت میں ہاتھ اٹھا کر جو قنوت نالہ پڑھی جاتی ہے اس کا

استشہاد کہاں سے ملتا ہے۔ان دنوں بہت سے بستیوں اور مقالات پر باقاعدہ اعلان کر کے شہداء کی نماز جناہ پڑھائی جاتی ہے۔اس غائبانہ نماز جنازہ کا مستقل عمل اور رویہ از روئے شریعت کیا مقام رکھتا ہے؟ ہمارے ہاں مرکزی مساجد کی موجودگی میں محلوں اور بستیوں کی چھوٹی چھوٹی مساجد میں جو نماز جمعہ کا اہتمام کیا اہتمام کیا جاتا ہے اس کی مشروعیت بھی محل نظر ہے۔

فاضل مرتب [یعنی ابو مسعود عبد الجبار سلفی] نے اس ضمن میں چند مزید سوالات بھی اٹھائے ہیں کہ جن پر ہر جگہ عمل ہو رہا ہے اور ان کے لئے کوئی شرعی دلیل واضح طور پر ہمارے سامنے ادلہ شرعیہ میں موجود نہیں ہے۔مثلاً قرآن وسنت کی تعلیم پر اجرت کا وصول کرنا کیسا ہے اور کیا صفہ کے مدرسے کے طلبہ کے لئے بھی ایسے ہی قربانی کی کھالوں اور فطرانے کا نظام اختیار کیا جاتا تھا۔کیا رسول کریم ﷺ کے عہد مبارک میں ظلم وستم کے واقعات کے نتیجے میں جمعۃ المبارک کی نماز کی دوسری رکعت میں قنوت نازلہ پڑھی جاتی تھی۔اس نوعیت کی بعض دیگر مثالیں دے کر مانعین دعا اجتماعی سے استفسار کیا گیا ہے کہ ان کے پاس مذکورہ مسائل یا اس نوعیت کے دوسرے مسائل میں جو طرز عمل انھوں نے اختیار کیا ہے اس کا شرعی جواز اور استدلال کیا ہے

(نماز کے بعد دعائے اجتماعی ص ۱۲،۱۳)

دیکھئے کہ خود وہابی مولانا صاحب اپنے ہی وہابیوں کے بہت سارے کاموں کے بارے میں ان سے سوالات کر رہا ہے کہ تم خود جو کام کر رہے ہو، ان کا ثبوت کہاں ہے؟ یعنی یہ بدعت کیوں نہیں؟ لیکن ایسے کاموں کو وہابی بدعت نہیں کہتے بلکہ بڑی خوشی سے عمل پیرا ہیں، ہاں بدعت کے فتوے تو وہابیوں نے صرف سنیوں کے لئے سنبھال رکھے ہوتے ہیں۔

بہر حال میرے مسلمان سنی بھائیو! علماے وہابیہ بدعت کی جو تعریفیں بیان کرتے ہیں اور جو خود ساختہ بدعتی اصول پیش کرتے ہیں انہی تعریفوں و اصول کے پیش نظر آج ہم آپ کے سامنے علماے وہابیہ کی چند باتوں کا ذکر کرتے ہیں جو کہ خود انہی کے قائم کردہ اصولوں اور تعریفوں کے تحت بدعت ضلالہ کے زمرے میں آتی ہیں۔ اور ان کے اصولوں کے مطابق ان کا ثبوت قرآن و سنت، نبی پاک ﷺ۔ خلفاے راشدین، صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین، تابعین عظام علیہم الرضوان اجمعین، خیر القرون سے ہرگز ہرگز نہیں ملتا۔ یعنی علماے وہابیہ کے پیش کیے جانے والے یہ تمام کام نہ نبی پاک ﷺ سے ثابت ہیں، نہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہیں اور نہ ہی تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے

ثابت ہیں لیکن علمائے وہابیہ جھوم جھوم کران پر عمل کرتے نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے اس کتابچہ میں علمائے وہابیہ کی متعدد بدعات کا ذکر کیا ہے جن کا ثبوت اصول وہابیہ کے مطابق ہرگز ہرگز موجود نہیں۔

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت

دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بند قبا دیکھ

[1]اصولِ وہابیہ کے مطابق علمائے دیوبند کی بدعت "دعا بعد عیدین"

☆......طبقۂ دیوبند کے اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"بعد نماز عیدین کے (یا بعد خطبہ کے) دعا مانگنا، گو نبی ﷺ اور انکے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں مگر چونکہ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اسلئے بعد نماز عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا۔

(بہشتی زیور، گیارہواں حصہ، عیدین کی نماز کا بیان، مسئلہ نمبر ۴)

معلوم ہوا کہ خود تھانوی کو اس بات کا اقرار ہے کہ یہ عمل نبی ﷺ اور ان کے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] سے منقول نہیں۔

اسی طرح دیوبند مولوی خالد محمود صاحب نے اپنی کتاب میں دار العلوم دیوبند کے دو فتوے درج کیے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

☆......"ہمارے حضراتِ اکابر مثل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور دیگر حضراتِ اساتذہ مثل حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب مدرس سابق مدرسہ ہذا اور حضرت مولانا محمود الحسن صاحب صدر مدرس مدرسہ ہذا وغیرہم کا یہی معمول رہا ہے کہ بعد عیدین کے

بھی مثل تمام نمازوں کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے اور احادیث میں بھی مطلقاً نمازوں کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے اس میں عیدین کی نماز بھی داخل ہے۔لہٰذا راجح ہمارے نزدیک یہی ہے کہ دعا بعد نماز عیدین بھی مستحب ہے اور مولانا عبدالحیٔ صاحبؒ کا فتوے بندہ نے بھی دیکھا تھا کہ محض اس وجہ سے کہ عیدین کی نماز کے بعد دعا کا ذکر نہیں ہے، دعا کا نہ ہونا معلوم نہیں ہوتا اور دیگر احادیث سے سب نمازوں کے بعد دعا ہونا ثابت ہے بس اس کو بھی اس پر محمول کیا جائے گا کیونکہ جب کلیۃ استحباب، دعا بعد صلوت کے ثابت ہو گیا تو اب یہ ضرور نہیں کہ ہر ہر نماز کے بعد تصریح وارد ہو، کما ھو ظاھر اور بہشتی گوہر میں بھی غالباً مولانا عبدالحیٔ صاحبؒ کے فتویٰ کے اتباع سے ایسا لکھا گیا ہے۔بندہ کے نزدیک وہ مسلم نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔کتبہٗ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

(عبقات ص ۱۱۳ مصنف خالد محمود)

☆......اسی کتاب میں خالد محمود دیوبندی نے دیوبندی مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا فتویٰ پیش کیا، انہوں نے لکھا کہ:

''احادیث قولیہ میں نبی کریم ﷺ سے باسانید صحیحہ ہر نماز کے بعد جس

میں نمازِ عید بھی داخل ہے، دعا مانگنے کی فضلیت اور ثواب منقول ہے، اگر چہ احادیث فعلیہ میں عمل کی تصریح نہیں، مگر نفی بھی منقول نہیں۔ اس لئے احادیثِ قولیہ پر عمل کرنا اور ہر نماز کے بعد اور عیدین کے بعد دعا مانگنا جائز و مستحب ہوگا۔ (عبقات ص۱۱۳ مصنف خالد محمود)

معلوم ہوا کہ علماے دیوبند کے نزدیک بعد نمازِ عیدین و خطبہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مستحب یعنی ثواب کا عمل ہے۔ آگے چلنے سے پہلے بتاتا چلوں حدیث شریف میں دعا کو عبادت بھی کہا گیا ہے۔

''الدعاء هو العبادة'' الحدیث رواہ احمد والترمذی وابوداود والنسائی وابن ماجۃ وغیرہ۔

نمازِ عیدین و خطبہ کے بعد اس عبادت یعنی دعا کے بارے میں علماے دیوبند ہی کے اصول و قوانین کے مطابق مختصراً گفتگو آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

اصولِ وہابیہ کے مطابق ایک ادنیٰ سا مطالبہ

طبقۂ دیوبند کے امام اشرفعلی تھانوی، خالد محمود اور دارالعلوم دیوبند کے مفتیوں کے بقول بعد عیدین (و خطبہ) کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مستحب ہے۔ لہٰذا اب ہم علماے دیوبند سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بتائیں کہ

✿ ...... کون سی حدیث میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے بعد نماز عیدین وخطبہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی؟

✿ ...... کیا خلفاے راشدین علیہم الرضوان اجمعین نے بعد نماز عیدین وخطبہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی؟

✿ ...... کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین میں سے کسی نے بعد نماز عیدین وخطبہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی؟

✿ ...... کیا تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین میں سے کسی نے بعد نماز عیدین و خطبہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی؟

✿ ...... کیا تبع تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین میں سے کسی نے بعد نماز عیدین و خطبہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی؟

ہم سنیوں سے دلیل خاص کا مطالبہ کرنے والے تمام دیوبندی حضرات اپنے مطالبے کے مطابق ایسی روایت بیان کریں جس میں عید (یا خطبہ) کا ذکر بھی ہو، دعا کا بھی اور ہاتھ اٹھانے کا ذکر بھی موجود ہو۔

علماے دیوبند کے استدلال کے مطابق بعد نماز جنازہ دعا

تھانوی صاحب نے صاف لکھا کہ مذکورہ عمل ''منقول نہیں مگر چونکہ

ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اسلئے بعد نماز عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا۔“(بہشتی زیور) دارالعلوم دیوبند کے فتوے کے مطابق ”احادیث میں بھی مطلقاً نمازوں کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے اس میں عیدین کی نماز بھی داخل ہے“(عبقات)

تو اب ہم کہتے ہیں کہ اسی اصول کے مطابق بعد نماز جنازہ کی دعا بھی ثابت ہوئی کہ نہیں؟ جب بقول علماے دیوبند کے مطلقاً نمازوں کے بعد دعا والی احادیث میں عیدین کی نماز کی دعا بھی داخل ہے تو پھر نماز جنازہ اس مطلق سے کیوں کر خارج ہے؟ لہٰذا علماے دیوبند کے اس استدلال سے بعد نماز جنازہ دعا کرنا بھی مستحب ثابت ہوا۔ لیکن نمازِ جنازہ کے بعد دعا کے بارے میں تو دیوبندی حضرات اس قدر متشدد ہیں کہ دعا کرنے والوں سے جھگڑے کرتے ہیں، دعا کے موقع پر جان بوجھ کر دنیاوی باتوں وگپوں میں مشغول ہو جاتے اور دوسرے لوگوں کو بھی کرتے ہیں تاکہ دعا میں شمولیت نہ ہو جائے۔ لاحول ولاقوۃ الاباللہ.

پھر نماز جنازہ کے بعد دعا کے بارے میں تو دیوبندی حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ عمل نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین وتبع تابعین سے منقول نہیں اس لیے

بدعت ہے لیکن عیدین کے بعد دعا کے بارے میں باوجود اس اقرار کہ یہ منقول نہیں اس کو جائز و مستحب بتلاتے ہیں، یہاں منقول نہ ہونے کو بدعت نہیں کہتے۔ یہ تضاد نہیں تو اور کیا ہے؟

پھر دار العلوم دیوبند کے مفتی صاحب کے مطابق "احادیث سے سب نمازوں کے بعد دعا ہونا ثابت ہے بس اس کو بھی اس پر محمول کیا جائے گا کیونکہ جب کلیۃ استجاب، دعا بعد صلوت کے ثابت ہو گیا تو اب یہ ضرور نہیں کہ ہر ہر نماز کے بعد تصریح وارد ہو" (عبقات)

جناب جب یہ ضروری نہیں تو پھر نماز جنازہ کے بعد دعا کی تصریح کیوں ضروری ٹھہری؟ آخر وہ کون سا اصول ہے جس کے مطابق عیدین کے بعد دعا کے لیے یہی مذکورہ اصول تسلیم کیا جائے اور نماز جنازہ کے بعد دعا پر یہ اصول لاگو نہ ہو؟ لہٰذا علمائے دیوبند کے بدلتے رنگ، اپنے بیگانے کا فرق ہی ہے جس کی بناء پر وہ اہل سنت و جماعت پر تو بدعت بدعت کے فتوے لگاتے چلے جاتے ہیں لیکن خود جو مرضی ہے کریں، خود ہی اصول گھڑیں، کبھی اس کو قبول کریں تو کبھی رد کر دیں، خود پر آئے تو مستحب و مسنون جب کہ مخالفین کے لیے حرام و بدعت قرار دینے کا یہ کھیل انتہائی مذاق خیز ہے۔

[2]اصولِ وہابیہ کے مطابق علمائے دیوبند کی بدعت" دلائل الخیرات کے غیر منقول درود"

علمائے دیوبند کی کتاب المہند میں درود شریف کی کتاب" دلائل الخیرات" کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"ہمارے نزدیک حضرت ﷺ پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب اجر وثواب طاعت ہے خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مولفہ کی تلاوت سے ہو، لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے جس کے لفظ حضرت سے منقول ہیں گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جائیگا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا ......خود ہمارے شیخ حضرت مولنا گنگوہی قدس سرہ اور دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے (المہند صفحہ ۴۱، ۴۲)

علمائے دیوبند سے دریافت کرتے ہیں کہ

۞ ...... یہاں غیر منقول درود شریف پر اجر و ثواب کا مستحق قرار دیا گیا تو تمہاری بدعت کی تعریف کے مطابق تو دلائل الخیرات کے غیر منقول درود بدعت و گمراہی ٹھہرے آخر کیوں؟ اس لیے کہ تمہارے علما اس کو پڑھتے ہیں۔

۞ ...... غیر منقول درود کا پڑھنے پر اجر و ثواب کس طرح مل سکتا ہے جبکہ تمہارے نزدیک تو جس چیز کا ثبوت خیر القرون میں نہ ہو اور اس کو اجر و ثواب کی نیت سے کیا جائے تو وہ بدعت ضلالہ بن جاتا ہے تو یہاں بدعت کی بجائے ثواب کیوں کر ٹھہرا؟

۞ ...... ہم کہتے ہیں کہ بدعت کی رٹ لگانے والے دلائل الخیرات کے ان درود شریف جو کہ خود ان کے نزدیک بھی غیر منقول ہیں ان کو بدعت ضلالہ قرار دیں اور ان کے پڑھنے پڑھانے والوں کو بدعتی، گمراہ و جہنمی۔ یا پھر اپنے اصول و مطالبہ کے مطابق ان تمام درود کا ثبوت نبی پاک ﷺ، صحابہ یا تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت کریں۔

جو کام وہابی کریں وہ بدعت نہیں جو سنی کریں وہ بدعت

عجیب بات ہے کہ "الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" پر وہابی اپنی جہالت کی بناء پر غیر منقول قرار دے کر بدعت بدعت کے فتوے لگائیں لیکن خود دلائل الخیرات میں موجود غیر منقول درود شریف [ایسے درود شریف جو یعنی نبی پاک ﷺ، صحابہ و تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین سے بھی ثابت نہیں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان غیر منقول درود شریف کو اپنے ہی اصول کے مطابق بدعت ضلالہ قرار دینے کی بجائے ان] پر اجر و ثواب، دس دس رحمت، برکتیں اور گناہوں کی مغفرت کی بشارتیں سنائیں۔

اب ہے کسی بدعت کے ٹھیکے دار مولوی میں ہمت جو یہ کہے کہ دلائل الخیرات کے یہ غیر منقول درود شریف دین سے خارج ہیں، دین سمجھ کر نہیں پڑھے جاتے، یا ثواب سمجھ کر نہیں پڑھتے۔ لہٰذا اب اگر ان کو اپنے اصول بدعت کے مطابق بدعت و گمراہی کہیں تو اکابرین علمائے دیوبند بدعتی و گمراہ قرار پاتے ہیں اور اگر ان کو بدعت نہ کہیں تو پھر ان کے من گھڑت اصول بدعت پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ اور یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ وہابی لوگ خود جو مرضی ہیں کریں اس کو بدعت نہیں کہتے باقی سنیوں پر بدعت بدعت کے فتوے لگاتے جائیں گے۔

[3]اصولِ وہابیہ کے مطابق پانچواں وچھٹا کلمہ بدعت

یہ بات ایک چھوٹا سا بچہ بھی جانتا ہے کہ پاک و ہند میں بچوں کو چھ کلمے یاد کروائے جاتے ہیں خود علماے دیوبند بھی اپنے بچوں کو چھ کلمے یاد کرواتے ہیں۔لیکن کوئی ایک آیت و حدیث ایسی نہیں جس میں مروجہ ترتیب و ہیئت کے ساتھ چھ کلموں کے نام، ترتیب اور ان چھ کلموں کو یاد کرنے کی ترغیب موجود ہو۔ پھر پانچواں اور چھٹا کلمہ تو مروجہ صورت و ہیئت میں منقول ہی نہیں۔

پانچواں کلمہ استغفار:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُہٗ عَمَدًا اَوْ خَطاً سِرًّا اَوْ عَلَانِیَۃً وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ لَآ اَعْلَمُ ط اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُیُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔(ہماری نماز ص۲ محمد فاروق دیوبندی مبین ٹرسٹ اسلام آباد)

چھٹا کلمہ ردِ کفر:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ بِهٖ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَآ اَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ عَنْهُ وَتَبَرَّاْتُ مِنَ الْکُفْرِ وَالشِّرْکِ وَالْکِذْبِ وَالْغِیْبَةِ وَالْبِدْعَةِ وَالنَّمِیْمَةِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُهْتَانِ وَالْمَعَاصِیْ کُلِّهَا وَاَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ (ہماری نماز ص ٦)

اب علمائے دیوبند کو چاہیے کہ مذکورہ ہیئت و ترکیب کے ساتھ پانچویں اور چھٹا کلمے کا ثبوت نبی پاک ﷺ یا صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے پیش کریں، یا پھر ان کے لکھنے والوں کو بدعتی و جہنمی قرار دیں۔

علمائے دیوبند سے دریافت کرتے ہیں کہ

۞ ...... کون سی حدیث میں ان چھ کلموں کی تعداد اور ان چھ کو یاد کرنے کا حکم موجود آیا ہے؟

۞ ...... ان چھ کلموں کو فرض، واجب، سنت، مستحب و مباح کیا سمجھ کر یاد کروایا جاتا ہے؟

۞ ...... کیا کسی حدیث میں مروجہ پانچواں و چھٹا کلمہ اسی ترکیب سے ثابت

ہے؟

بدعت بدعت کی رٹ لگانے والے اپنے اصول بدعت کو مدنظر رکھتے ہوئے جواب دینے کی کوشش کریں۔

ہوسکتا ہے کہ کوئی یہ کہہ دے کہ یہ دونوں کلمے مختلف دعاؤں کا مجموعہ ہیں، اور یہ سب الفاظ مختلف احادیث سے ثابت ہیں۔تو ہم عرض کرتے ہیں علماے وہابیہ میلاد النبی ﷺ و دیگر معمولات اہل سنت و جماعت کو بدعت قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ دیکھو دین مکمل ہو چکا: ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ''میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا (پارہ 6 المائدہ ۳)

جب دین مکمل ہو چکا اور حضور ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں فلاں عمل اختیار نہیں فرمایا۔تو اب کوئی نیا عمل اختیار کرنا دین کو ناقص سمجھنا ہے اور خود کو اللہ و رسول سے بڑا اور سمجھ دار قرار دینے کا دعوی ہے۔اور اگر اس جدید کام میں کسی قسم کی بھلائی یا اچھائی ہوتی تو اللہ عزوجل نبی پاک ﷺ کی طرف وحی فرما دیتا اور نبی پاک ﷺ اس کو ضرور اختیار فرماتے۔لہذا'' کل بدعة ضلاله '' یہ تمام نئے کام بدعت ضلالہ ہیں۔

تو وہابی اپنے اصول کے مطابق یہاں بھی یہی فتوے جاری کریں کہ

اگران کلموں[مختلف دعاؤں کے مجموعے] میں کچھ اچھائی بھلائی ہوتی تو اللہ عزوجل لازمی بتادیتا، رسول اللہ ﷺ لازمی بتادیتے اور صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اجمعین لازمی اختیار فرماتے۔ دین مکمل ہو چکا تھا لیکن کہیں اس کا ثبوت نہیں کسی نے حکم نہیں دیا تو اب صدیوں بعد ان کلموں کو ایجاد کرنا دین میں اضافہ، دین کو ناقص سمجھنا، خود کو اللہ عزوجل و حضور ﷺ، صحابہ و تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین سے زیادہ سمجھ دار سمجھنا ہے۔ اور ان کلموں کو لکھنے والے، پڑھنے والے، پڑھانے والے سب بدعتی و جہنمی ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ کوئی کہہ دے کہ پھر تو تم سنی بھی بدعتی ہو تو میں عرض کردوں کہ ہم سنی تو بدعت حسنہ کے قائل ہیں لہذا ہم پر تو اعتراض ہی نہیں کیا جاسکتا، اور یہاں گفتگو علماے وہابیہ کے اصول و تعریفوں کے تحت پیش کی جارہی ہے۔

[4]اصولِ وہابیہ کے مطابق ” ایمان مفصل و مجمل “بدعت

علمائے دیوبند کی مساجد و مدارس میں بھی بچوں کو ایمان مفصل و مجمل یاد کروایا جاتا ہے۔ اور علمائے دیوبند کی کتب میں اس کا ثبوت بھی موجود ہے۔ چناں چہ دیوبندی مولانا نذیر الحق کی کتاب میں ایمان مفصل و مجمل ان الفاظ میں لکھا۔

☆”امنت باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الاخر و القدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ و البعث بعد الموت“

(نماز کی سب سے بڑی کتاب صفحہ ۳۹)

☆”امنت باللہ کما ھو باسمائہ و صفاتہ و قبلت جمیع احکامہ“ (مذکورہ صفحہ ۴۰ مکتبہ الحی والمدنی)

اب علمائے دیوبند سے ہم پوچھتے ہیں کہ

۞ اب علمائے دیوبند بتائیں کہ کیا ایمان مفصل و مجمل مذکورہ بالا الفاظ و ہیئت کے ساتھ قرآن پاک سے ثابت ہیں؟

- کیا ایمان مفصل و مجمل مذکورہ بالا الفاظ و ہیئت کے ساتھ نبی پاک ﷺ سے کسی حدیث مبارکہ سے ثابت ہیں؟
- کیا ایمان مفصل و مجمل مذکورہ بالا الفاظ و ہیئت کے ساتھ آپ ﷺ نے اپنے کسی صحابی کو یاد کروایا تھا؟
- کیا ایمان مفصل و مجمل مذکورہ بالا الفاظ و ہیئت کے ساتھ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے یاد کیا یا اپنے بچوں کو کروایا تھا؟
- کیا ایمان مفصل و مجمل مذکورہ بالا الفاظ و ہیئت کے ساتھ کسی تابعی رضی اللہ عنہ نے یاد کیا یا اپنے بچوں کو یاد کروایا تھا؟

وہابی حضرات عام طور پر یہی کہتے ہیں

کہ جو کام رسول اللہ ﷺ، صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں کیا، وہ بدعتِ ضلالہ ہے یا ایسا نیا کام جو دین و ثواب سمجھ کر کیا جائے وہ بدعت ضلالہ ہے تو اب ہم پوچھتے ہیں کہ وہابی دیوبندی حضرات اپنی مساجد و مدارس میں بچوں کو ایمان مفصل و مجمل دین و ثواب سمجھ کر یاد کرواتے ہیں یا دین سے خارج و گناہ سمجھ کر؟ اگر ثواب و دین سمجھ کر، تو بدعت کی وہابی تعریف کے مطابق یہ عمل بدعت ضلالہ قرار پاتا ہے۔

اور اگر علمائے وہابیہ اس کو دین سے خارج و گناہ سمجھ کر یاد کرتے، کرواتے، لکھتے یا پڑھواتے ہیں تو ایسے عمل کے بارے میں حکم نبوی ﷺ ہے کہ:
”ما لیس منه فهو رد“ ’جو دین میں سے نہ ہو وہ رد ہے‘‘ (حدیث)۔ لہٰذا ان کا ایسا عمل بدعت ٹھہرا۔

[5]اصولِ وہابیہ کے مطابق علمائے وہابیہ کا "ختم بخاری" بدعت

طبقۂ دیوبند کے امام رشید احمد گنگوہی نے ختم بخاری کو جائز قرار دیا، اور آج بھی علمائے دیوبند کے مختلف مدارس و مساجد میں "ختم بخاری" کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ایک سائل نے اسی ختم بخاری کے بارے میں دیوبندی امام سے پوچھا کہ

سوال :کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں۔

جواب :قرون ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگراس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کا اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں۔ (فتاوی رشیدیہ صفحہ١٦٦)

اب ہم علمائے دیوبند واہلحدیث سے دریافت کرتے ہیں کہ

❁ ...... کیا قرآن وحدیث میں کہیں ایسا حکم موجود ہے کہ مصیبت کے وقت حدیث کا ختم کیا کرو؟ یا ایسا ختم کر کے دعا کرنے کا حکم موجود ہے؟

- ...... کیا مصیبت کے وقت نبی پاک ﷺ نے کبھی حدیث کا ختم کیا تھا؟
- ...... کیا خلفاے راشدین (حضرت ابو بکر و عمر عثمان و علی علیہم الرضوان اجمعین) سے ایسا ختم، اور ختم کے بعد دعا کرنا ثابت ہے؟
- ...... کیا کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے مصیبت کے وقت ختم حدیث کروایا؟
- ...... کیا خیر القرون میں کسی ایک بزرگ نے بھی ختم حدیث کرایا؟ کسی ایک متفقہ بزرگ ہستی کا عمل دکھا دو؟
- ......"کل بدعة ضلالة" سے (بقول وہابیہ) جب ہر نیا عمل گمراہی ٹھہرا تو پھر مصیبت کے وقت ختم بخاری اسی حدیث سے گمراہی ٹھہرا کہ نہیں؟ اگر نہیں تو وجہ بیان کریں اور اگر یہ عمل بدعت ہے تو پھر اس کو ذکر خیر کہنے والوں پر بھی بدعتی و جہنمی ہونا کا فتوی جاری کریں۔

جب دین مکمل ہو چکا تو پھر دین میں ایسا عمل جاری کرنا اور اس کو ذکر خیر قرار دینا، دین میں دخل اندازی اور دین کو ناقص قرار دینے کے مترادف ہے کہ نہیں؟ کہاں گیا آج علماے وہابیہ کا اصول؟ گنگوہی صاحب نے کہا یہ ذکر خیر ہے تو کیا نبی پاک ﷺ، صحابہ اکرام یا تابعین عظام [علیہم الرضوان اجمعین] کو اس خیر کا علم نہ تھا؟ اور تم اس کو ذکر خیر قرار دے کر ان مقدس ہستیوں سے خود

کوزیادہ سمجھ دارو عقل مند قرار نہیں دے رہے؟ کہاں گیا آج وہ اصول؟

بحر حال ختم بخاری [خواہ اس کو حدیث کا ختم کہو] اس کا ذکر نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین و تابع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] کسی سے بھی نہیں ملتا۔ لہٰذا علمائے وہابیہ کو چاہیے کہ جس طرح سنیوں کی محافل پر بدعت کے فتوے لگاتے ہیں یہاں بھی بدعت کے فتوے لگائیں۔

[6]اصولِ وہابیہ کے مطابق طاعون زدہ شہر کے گرد یٰسین و اذان دینا بدعت

علمائے دیو بند کے فتاویٰ دار العلوم دیو بند (عزیز الفتاویٰ) میں ایک سوال پوچھا گیا کہ ''طاعون زدہ شہر کے اردگرد یٰسین شریف پڑھنا اور جب لفظ مبین آئے تو اس وقت کھڑے ہو کر **اذان** دینا کیسا ہے۔ جب کہ ایک عالم نے اسے بدعت سیئہ قرار دیا ہے۔

جواب: ''**عمل مذکور اگرچہ حدیث و فقہ سے ثابت نہیں لیکن بطریق اعمالِ مشائخ اس میں کچھ حرج نہیں ہے**''

(فتاویٰ دار العلوم دیو بند جلد 1 صفحہ 270)

جناب جب یہ عمل (قرآن و) حدیث اور فقہ سے ثابت نہیں تو پھر (تمھارے اصول کے مطابق) یہ بدعت ضلالہ (سیئہ) کیوں نہیں ٹھہرا؟ یہ عمل ''کل بدعۃ ضلالہ'' سے کیوں کر خارج ٹھہرا؟ جبکہ قرآن کی تلاوت و اذان بلا شک و شبہ اجر و ثواب ہی کے لیے دی جاتی ہے۔

اب ہم علمائے وہابیہ سے پوچھتے ہیں کہ

۞ ...... کون سی حدیث میں نبی پاک ﷺ نے طاعون زدہ شہر کے اردگرد یسین شریف پڑھنے اور اذان دینے کا حکم فرمایا ہے؟

۞ ...... کیا خلفاے راشدین علیہم الرضوان اجمعین نے طاعون زدہ شہر کے اردگرد یسین شریف پڑھنے اور اذان دینے کا حکم فرمایا ہے؟

۞ ...... کیا تابعین یا تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے طاعون زدہ شہر کے اردگرد یسین شریف پڑھنے اور اذان دینے کا حکم فرمایا ہے؟

اگر کسی جگہ ذکر موجود ہے تو پیش کریں ورنہ اپنے اصول بدعت کے مطابق ایسا فتوے دینے والے مفتی کو بدعتی قرار دیں۔

عجیب بات ہے جب ہم سنی یہ کہیں کہ علماے دیوبند کے پیر و مرشد صلوۃ وسلام پڑھتے، میلا دالنبی ﷺ کرتے، بڑے بڑے مشائخ گیارہویں شریف کرتے رہے تو علماے دیوبند اپنے پیر و مرشد کے اقوال ونظریات حجت نہ مانیں اور جب ماننے پر آئیں تو دیگر مشائخ کا ایسا عمل جو کہ خود ان کے اصول بدعت کے مطابق بدعت ضلالہ کے زمرے میں آتا ہے ان کو اختیار کرنے میں کچھ حرج نہ ہو۔ سبحان اللہ!!

وہابی دیوبندی اپنے وہابی اہلحدیثوں کے مطابق بدعتی

دیوبندی مکاتب فکر تو اس کو جائز کہتا ہے لیکن انہی کے غیر مقلدین بھائیوں کے ثناءاللہ امرتسری نے اسی طرح کے عمل کو بدعت لکھا۔ چنانچہ سوال و جواب ملاحظہ کیجیے۔

سوال: ہیضہ، طاعون وغیرہ بیماریوں کے وقت میں اپنے اپنے محلے یا گھروں میں اذان دینا جائز ہے یا نہیں۔ اذان دینے والوں کا مطلب یہ ہے کہ بلائیں وغیرہ ٹل جائیں گی اور اُن کی آواز جہاں تک پہنچے گی وہاں تک اللہ کی رحمت نازل ہوگی۔ شریعت میں اس کے متعلق کیا حکم ہے۔

جواب: یہ طریقہ زمانہ رسال وخلافت میں ثابت نہیں۔ اس لئے بدعت ہے۔ (فتاوی ثنائیہ جلد اول باب اول عقائد ومہمات دین ص ۳۶۱)

لہذا دیوبندی حضرات اپنے اہلحدیث بھائیوں کے مطابق بھی بدعتی ہیں۔

[7] اصولِ وہابیہ کے مطابق تھانوی کی لفظاً نیتِ نماز بدعت

دیوبندی مفتی جمیل احمد تھانوی نذیر دیوبندی لکھتے ہیں کہ" اگر زبان سے بھی نیت کرلی جائے تو بھی جائز ہے"

(رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز ص ۱۰۳ بحوالہ احناف ص 407)

دیوبندی مفتی محمد عبد اللہ لکھتے ہیں کہ" دل سے نیت کرنا فرض ہے زبان سے مروجہ طریق کے مطابق نیت کرنا نہ فرض اور نہ ہی واجب۔ البتہ متاخرین نے دونوں کو حاضر کرنے اور جمع کرنے کی بنا پر مستحب قرار دیا ہے لہذا اس مسئلہ میں بحث ومنازعت غیر مناسب ہے جو زبان سے نیت کرے اس پر بھی نکیر نہ کی جائے اور جو دل سے بیت کرے وہ بھی سنت کا عامل ہے (خیر الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۴۲)

آگے در مختار سے عربی عبارت نقل کی ہے جس کے آخر میں ہے کہ زبان سے نیت کرنا بدعت ہے۔ بدعت پر مرتب فتاویٰ نے علامہ شامی کی عبارت نقل کی ہے کہ بدعت سے مراد بدعت حسنہ ہے۔ (مذکورہ)

علمائے دیوبند کے اشرفعلی تھانوی بہشتی زیور میں لکھتے ہیں' **اگر زبان**

سے نیت کہنا چاہیے تو اتنا کہہ دینا کافی ہے نیت کرتی ہوں میں آج کے ظہر کے فرض کی اللہ اکبر یا نیت کرتی ہوں میں ظہر کی سنتوں کی اللہ اکبر"

(بہشتی زیور حصہ دوم ص ۸۲)

گو تھانوی اس کو ضروری نہیں سمجھتے لیکن بدعت ضلالہ بھی نہیں کہتے۔

اب ہم علمائے وہابیہ سے پوچھتے ہیں کہ

ہم علمائے دیوبند سے پوچھتے ہیں کہ تھانوی صاحب نے جتنے الفاظ [خط کشیدہ] کہنے کو کافی قرار دیا ان کا ثبوت پیش کریں۔

- ...... کیا نبی پاک ﷺ لفظاً ایسی نیت ثابت ہے؟
- ...... کیا کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے؟
- ...... کیا کسی تابعی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے؟

یہ بھی نہیں کہا جا سکتا ہے کہ یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں کہ بدعت کہا جائے کیوں کہ اہل علم جانتے ہیں کہ بعض علمائے کرام نے زبان سے لفظاً تعریف کو بدعت کہا ہے۔ اور چوں کہ علمائے وہابیہ کے نزدیک بدعت کی صرف ایک ہی قسم مانی جاتی ہے لہٰذا بدعت حسنہ کی تاویل ان کو قطعاً جائز نہیں۔

۞ علامہ احمد قسطلانی فرماتے ہیں یعنی "نبی اکرم ﷺ کا زبان کے ساتھ لفظاً نیت کرنا منقول نہیں اور نہ ہی آپ نے صحابہ کرام میں سے کسی کو تلفظ بالنیۃ کی تعلیم دی اور نہ ہی آپ نے اس کی تلقین فرمائی۔ (المواہب اللدنیہ جلد چہارم ۷۲)

۞ حضور اکرم ﷺ نے اپنی ظاہری حیاتِ طیبہ میں تیس ہزار سے زائد نمازیں ادا فرمائیں مگر آپ سے کہیں بھی یہ منقول نہیں کہ آپ ﷺ نے بایں الفاظ زبان کے ساتھ نیت فرمائی" (مرقات جلد اول: ۴۷، المواہب اللدنیہ جلد چہارم ۷۳)

ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے بطریق صحیح نہ ہی بطریق ضعیف ثابت ہے کہ آپ نماز شروع کرتے وقت زبان سے کچھ نہ کچھ کہتے تھے اور صحابہ اور تابعین سے بھی منقول نہیں۔ لہٰذا اُصول وہابیہ کے مطابق زبان سے لفظاً ایسی نیت بدعت ہونی چاہیے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اس کا اتنا بڑا معاملہ نہیں تو ہم کہتے ہیں کہ پھر علمائے کرام نے اس پر بحث ہی کیوں کی؟ اور بعض نے بدعت [حسنہ] کے تحت داخل کیوں کیا؟ آخر بعض علماے نے لفظاً نیت کی مخالفت کیوں کی؟

اہل سنت و جماعت کے مواقف کی تائید

ہم کہتے ہیں کہ اگر نیا کام اچھا ہو اور خلاف شرع نہ ہو تو اس کے کرنے میں کچھ حرج نہیں، ہمارے علما نے بدعت حسنہ کے تحت ایسی باتوں پر سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے۔

۞ ...... ''فقیہ حضرت ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ زبان سے نماز کی نیت کرنے کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''امام ابن الہمام نے بعض حفاظ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بطریق صحیح نہ ہی بطریق ضعیف ثابت ہے کہ آپ نماز شروع کرتے وقت زبان سے کچھ نہ کچھ کہتے تھے اور صحابہ اور تابعین سے بھی منقول نہیں بلکہ اتنا منقول ہے کہ جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے

''وھذہ بدعة لکن عدم النقل و کونه بدعة لاینافی کونه حسنا'' زبان سے نیت کرنا بدعت [نیا کام] ہے لیکن عدم نقل اور اس کا بدعت [نیا] ہونا اس کے حسن [اچھے و جائز] ہونے کے منافی نہیں۔

(کبری شرح مینہ صفحہ ۲۹٦)۔

دیکھیے خود فرما رہے ہیں کہ نبی پاک ﷺ، صحابہ و تابعین نے منقول

نہیں لیکن اس کا نیا ہونا حسن ہونے کے منافی نہیں ۔اس عمل کو بدعت ضلالہ نہیں کہا گیا، یہ نہیں کہا گیا کہ حضور ﷺ سے منقول نہیں لہذا بدعت ضلالہ ہے۔ صحابہ و تابعین سے منقول نہیں لہذا بدعت ضلالہ ہے۔ بلکہ اس کو حسن کہا۔اس لیے ہم سنی کہتے ہیں کہ ذکر رسول ﷺ کی محافل کی مختلف شکلیں خواہ منقول نہ بھی ہوں تب بھی بدعت ضلالہ نہیں بلکہ حسنہ کہلائیں گی۔بہر حال یہاں یہ موضوع نہیں اس لیے آگے چلتے ہیں۔

﴿میلاد النبی ﷺ کی حقیقت اور عبد الحئی﴾

مولوی عبدالحی دیوبندی کہتے ہیں کہ یہ حقیقت (یعنی میلاد منانا) رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں موجود تھی اگر چہ یہ نام وعنوان نہیں تھا۔فن حدیث کے ماہرین سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ صحابہ کرام اپنی مجالس وعظ میں نبی کریم ﷺ کے فضائل اور آپ کی ولادت کے حالات کا ذکر کیا کرتے تھے۔(مجموعہ فتاوی ج ۱ ص ۴۳)

---

[8]اصولِ وہابیہ کے مطابق علماے دیوبند کا"جشن دیوبند" بدعت

دنیا جانتی ہے کہ علماے دیوبند نے اپنے دارالعلوم دیوبند کا صد سالہ جشن منایا، اوراس میں ہندو عورت اِندرا گاندھی کو اسٹیج پر بیٹھایا:

"روزنامہ جنگ کراچی بدھ ۸/ جمادی الاول ۱۴۰۰ھ مطابق ۲۶/ مارچ ۱۹۸۰ء کے مطابق مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں ایک ہندو عورت اِندرا گاندھی ساڑھ پہن کر صدارت کیلئے آئی۔ اور ایک ہندوں جگ جیون رام نے دیوبندی اجلاس سے خطاب کیا۔" روز نامہ ایکسپرس ہفتہ ۱۷/ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ/ ۳۱ جولائی ۱۹۹۹ء کے مطابق ایک ہندو عورت سونیا گاندھی نے اجلاس کنونشن میں خطاب کیا۔ ملخصاً [کڑوا سچ۔ مولانا محمد شہزاد ترابی]

"نئی دہلی 21۔ مارچ (ریڈیو رپورٹ، اے آئی آر) دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات شروع ہوگئیں بھارت کی وزیر اعظم مسز اِندرا گاندھی نے تقریبات کا افتتاح کیا۔

(روزنامہ مشرق۔ نوائے وقت لاہور 22، 23۔ مارچ 1980ء بحوالہ جشن میلاد النبی ناجائز کیوں؟ اور جلوس اہلحدیث اور جشن دیوبند کا جواز کیوں؟)

اب ہم علماے وہابیہ سے پوچھتے ہیں کہ

۞...... کوئی ایک آیت و حدیث ایسے جشن کے جواز پر پیش کرو جس میں ایک غیر مسلم بے پردہ عورت شامل ہو، لیکن اس کے باوجود ایسے جشن کو جائز قرار دیا گیا ہو۔

۞...... ہم پوچھتے ہیں کہ کیا[معاذاللہ عزوجل] نبی پاک ﷺ ایسا جشن منایا جس میں غیر مسلم بے پردہ عورت اسٹیج یا اجتماع کی زینت بنی ہو؟

۞...... کیا[معاذاللہ عزوجل] صحابہ [کرام علیہم الرضوان اجمعین] نے ایسا جشن منایا جس میں غیر مسلم بے پردہ عورت اسٹیج یا اجتماع کی زینت بنی ہو؟

۞...... کیا[معاذاللہ عزوجل] تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] نے ایسا جشن منایا جس میں غیر مسلم بے پردہ عورت اسٹیج یا اجتماع کی زینت بنی ہو؟

۞...... کیا[معاذاللہ عزوجل] تابع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] نے ایسا جشن منایا جس میں غیر مسلم بے پردہ عورت اسٹیج یا اجتماع کی زینت بنی ہو؟

اچھا چلو اسے عورت کو بھی نکال باہر کرو

۞...... صرف اتنا ہی بتادو کہ نبی پاک ﷺ نے مدرسہ صفاء قائم فرمایا تھا تو بعد میں کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے اس کا کسی قسم کا جشن منایا تھا؟

۞ ...... چلو کسی تبع تابعین ہی کا حوالہ پیش کر دو کہ انہوں نے صد سالہ جشن منایا؟

کوئی ایک حوالہ بتادو۔ لیکن ان شاء اللہ اپنے اس جشن کو اپنے اصول بدعت کی موجودگی میں ہرگز ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔

بعض علمائے دیوبند نے جشن دیوبند کو بدعت کہا

علمائے دیوبند کے مولانا عبدالحق خان بشیر چیئر مین حق چار یار اکیڈمی گجرات کی کتاب میں اپنے ہی دیوبندی مولوی بندیالوی کو کہتے ہیں کہ:

''بندیالوی صاحب کی طبع نازک پر اگر گراں نہ گزرے تو ہم ان سے پوچھنے کی جسارت کریں گے کہ آپ نے دار العلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات کے حوالے سے اپنی جماعت کے نائب امیر حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحبؒ کا تذکرہ تو کیا لیکن اپنی جماعت کے امیر سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری کا تذکرہ نہیں کیا جنہوں نے اپنی متعدد تقاریر میں ان تقریبات کی مخالفت کرتے ہوئے بر ملا اس بات کا اظہار کیا کہ **ہم جشن میلاد کی مخالفت کرتے ہیں اور قاری طیب جشن دیوبند کی بدعت اختیار کر رہا ہے**''۔

(علماء دیوبند کا عقیدہ حیات النبی ﷺ اور مولانا عطا اللہ بندیالوی ص 70)

معلوم ہوا کہ خود بعض دیوبندی علماے نے بھی جشن دیوبند کی مخالفت کی اور اس کو بدعت قرار دیا، لیکن سوال تو یہ ہے کہ دیوبند جو کے علماے دیوبند کا مرکز ہے وہاں اس بدعت کو کس دلیل سے جائز قرار دے کر داخل کیا گیا تھا؟

یہاں دیوبندی حکیم تھانوی کا حوالہ دوبارہ یاد کریں کہ "جو لوگ متبع سنت ہیں اور اپنی ہی جماعت [دیوبندی] کے ہیں اُن کے یہاں بھی بس یہی دو چار چیزیں تو بدعت ہیں جیسے مولد کا قیام۔ عرس۔ تیجا۔ دسواں۔ اس کے علاوہ جو اور چیزیں بدعت کی ہیں اُنہیں وہ بھی بدعت نہیں سمجھتے۔ چاہے وہ بدعت ہونے میں اُن سے بھی اشد ہوں۔(الافاضات الیومیہ)

معلوم ہوا کہ جہاں، جس چیز کو چاہیں یہ علماء جائز قرار دیں اور جہاں چاہیں بدعت و گمراہی کہہ کر انکار کر دیں، ذات مصطفیٰ ﷺ کا معاملہ آتا ہے تو ان کو خوابوں میں بھی بدعت نظر آتی ہے لیکن خود جو مرضی ہے کرتے ہیں۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

نوٹ: میلا د النبی ﷺ کی وضاحت پر نمبر 7 کے آخر میں عبدالحیٔ کا حوالہ درج ہے۔

[9]اصولِ وہابیہ کے مطابق خلفہ راشیدین کے ایام و جلوس بدعت

تمام اہل علم جانتے ہیں کہ علماے دیوبند نبی پاک ﷺ کے میلا دالنبی ﷺ کے جلسے وجلوس کا انعقاد نہیں کرتے لیکن صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے ایام، جلسے و جلوس نکالتے ہیں۔ بلکہ ان ایام کو سرکاری سطح پر منانے اور عام تعطیل کا مطالبہ بھی کرتے نظر آتے ہیں۔

جس کسی کو اشتہارات درکار ہوں تو نیٹ پر سرچ کر کے دیکھ سکتا ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ جس پر ہم حوالہ جات پیش کریں، کوئی وہابی دیوبندی اس کا انکار نہیں کر سکتا، درجنوں اشہارات و پوسٹر اس پر پیش کیے جا سکتے ہیں۔

علماے دیوبند کی نام نہاد جہادی تنظیم لشکر جھنگوی کے حق نواز جھنگوی کہتے ہیں کہ:

"ہم یوم صدیق اکبرؓ پر جلوس نکال چکے ہیں میں نے سنی زعما اور سنی علماء کرام سے کہا ہے ذرا چند سال اپنے فتوے کی توپ کا منہ بند رکھو، میں تم سے زیادہ بدعت کے موضوع کو پڑھ چکا ہوں ......ہم صدیق اکبرؓ کے یوم

کے جلوس نکالیں گے۔ جب یہ پختہ ہو گا، تو فاروق اعظمؓ کا یوم آئے گا۔ ۱۸/ ذوالحجہ کو عثمان غنیؓ کا آئے گا، جب وہ پختہ ہو گا ہم دس محرم کا بھی جلوس نکالیں گے اور وہ جلوس حسینؓ کی مدح جرات، بہادری، شجاعت کا جلوس ہو گا اور ان کے خلاف ماتم کرنے والے جو ان کی بزدلی یا ان کی بہادری پر ہنس گیری کرتے ہیں۔ یہ ان کے خلاف ہو گا۔ یہ جلوس جب ملک میں عام ہوں گے تو ایک اسٹیج آئے گی خود شیعہ کہیں گے کہ نہ ہم جلوس نکالتے ہیں نہ تم نکالو...... ہم دس محرم کا جلوس بند کرا کر دم لیں گے <u>چلو نہ بند ہو بالفرض لیکن جس شوق سے اصحاب رسول ﷺ کو گالی دی جائے گی ہم اسی جوش کے ساتھ اصحاب رسول ﷺ کی مدح سرائی کر کے دکھائیں گے</u>۔ (مولانا حق نواز جھنگوی شہید کی 15 تاریخ ساز تقریریں، صفحہ ۱۱۴، ۱۱۵۔ ادارہ نشریات اسلام لاہور)

قابل توجہ الفاظ ہے کہ <u>"میں نے سنی زعما اور سنی علماء کرام سے کہا ہے ذرا چند سال اپنے فتوے کی توپ کا منہ بند رکھو</u>" مطلب یہ کہ ان کے اپنے دیوبندی علماء ان ایام کے انعقاد کو بدعت کہتے تھے، اس لیے اپنے مولویوں کو کہا کہ ذرا اپنے فتوے کی توپ کا منہ بند رکھو۔ مطلب صاف ظاہر ہے کہ چوں کہ اب ان ایام کا انعقاد علمائے دیوبند کر رہے ہیں لہذا فتوے نہ لگا۔ پھر

یہ بھی معلوم ہوا کہ فتوے کی توپیں علماے دیو بند کے ہاں لگی ہوئی ہیں۔

بحر حال ہم علماے وہابیہ سے پوچھتے ہیں کہ

۞...... ان محافل کے انعقاد کا مقصد کیا ہے شرعاً ان کی کیا حیثیت ہے؟ اور اس پر کیا دلیل ہے؟

۞...... سب سے پہلے تو ایسے ایام کے منانے کا ثبوت قرآن و حدیث سے پیش کریں، آخر کہاں ایسے ایام منانے کا ذکر ہے؟

۞...... اگر خلفاے راشدین کے ایام منانا جائز ہے تو کیا ان کے زمانے میں یہ ایام منائے گے؟

۞...... کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے خلفاے راشدین کے ایام کا انعقاد کیا؟

۞...... کیا تابعین یا تابع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] نے خلفاے راشدین کے ایام کا انعقاد کیا؟

۞...... کیا ان ایام کے انعقاد کے لیے جانی و مالی تعاون کرنے یا کسی بھی قسم سے حصہ لینا والا اجر و ثواب کا مستحق ہے کہ نہیں؟

☆ جب یہ کام خیر القرون میں نہیں کیے گے تو پھر ان ایام کو منانا بدعت ضلالہ

ہوگا کہ نہیں؟

دیوبندی مفتی سعید کے مطابق یہ بدعت ہے

لیکن مذکورہ بالا باتوں کے جوابات سے قبل وہابی حضرات اپنے دیوبندی مفتی محمد سعید خان کا فتویٰ بھی ملاحظہ کرلیں کہ وہ ان ایام کو بدعت قرار دیتے ہیں۔دیوبندیوں کے مفتی محمد سعید خان کہتے ہیں کہ:

”تیسری خرابی یہ ہے کہ **جن بدعات کے رد پر ہمارے اکابرین اھل السنۃ والجماعۃ نے تقریباً ڈیڑھ سو برس خم ٹھونک کر جہاد کیا**،اب وہی بدعات ان نام نہاد سنیوں،صوفیوں،**دیوبندیوں نے اپنالی ہیں**۔مثلاً اکابرین اھل السنۃ والجماعۃ رضی اللہ عنھم **ہمیشہ دن منانے کے خلاف رہے لیکن اب خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے باقاعدہ دن منائے جاتے ہیں** اور اس بات کی ترغیب وسعی نامبارک بھی کی جاتی ہے۔محرم ۱۴۳۲ھ یہ پہلا سال ہے کہ اپنے آپ کو سنی اور دیوبندی کہنے والے علماء کرام نے اسلام آباد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام پر ایک باقاعدہ جلوس نکالا ہے۔شیعہ حضرات دس محرم مناتے

ہیں اور انہوں نے یکم محرم منایا ہے۔

(دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے صفحہ 14)

دیوبندی حق نواز جھنگوی کے اصول سے میلاد النبی ﷺ کے جلسے وجلوس جائز

مذکورہ بالا حوالے میں حق نواز جھنگوی نے ایک اصول پیش کیا کہ شیعہ اپنے جلسوں وجلسوں میں صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کو بُرا بھلا کہتے، گالیاں بکتے ہیں، اس لیے ہم دیوبندی ایسے جلسے وجلوس نکالتے ہیں تا کہ اصحاب رسول ﷺ کی مدح سرائی کی جائے۔تو اب اسی اصول سے ہم پوچھتے ہیں کہ آج دنیا بھر کے کفار ومشرکین مسلمانوں کے دلوں سے محبت وتعظیم رسول ﷺ ختم کرنے کے لیے مختلف حربے استعمال کرر ہے ہیں تو اب ان کے رد میں نبی پاک ﷺ کے ذکر رسول، تعظیم وتوقیر کا چرچا کرنے کے لیے صحابہ کرام کے ایام کی طرح یوم نبی کریم ﷺ یا عید میلا د النبی ﷺ کسی بھی نام سے جلسے جلوس نکالیں یا محافل کا انعقاد کریں تو جائز ہے کہ نہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو ممانعت و ناجائز ہونے کی وجہ بیان کیجیے۔

دیوبندی فتویٰ کالج میں میلاد النبی ﷺ واجب ہے

ویسے اشرفعلی تھانوی کا یہ حوالہ بھی قابل ذکر ہے کہتے ہیں کہ "اگر کسی جگہ بدعت ہی لوگوں کے دین کی حفاظت کا ذریعہ ہو جائے تو وہاں اس بدعت کو غنیمت سمجھنا چاہیے، جب تک کہ ان کی پوری اصلاح نہ ہو جاوے جیسے مولود شریف اور جگہ تو بدعت ہے مگر کالج میں جائز بلکہ واجب ہے کیوں کہ اس بہانہ سے وہ کبھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر شریف اور آپ کے فضائل و معجزات تو سن لیتے ہیں تو اچھا ہے اسی طرح حضور ﷺ کی عظمت و محبت ان کے دلوں میں قائم رہے"۔ (ملفوظات حکیم الامت حصہ اول ص ۳۲۶)

الحمدللہ عزوجل تھانوی صاحب نے مان لیا کہ ذکر رسول ﷺ، فضائل و معجزات، حضور ﷺ کی عظمت و محبت کے درس و بیان کا نام ہی "مولود شریف" ہے۔ باقی اب تو ہر جگہ کالج کی سی غفلت والی صورت حال بنی ہوئی ہے لہذا اس اصول سے تو فی زمانہ ہر جگہ مولود شریف بقول تھانوی جائز و واجب ٹھہرا۔

[10]اصولِ وہابیہ کے مطابق سیرت النبی ﷺ کے جلسے بھی بدعت

تمام اہل علم جانتے ہیں کہ علماے وہابیہ سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کا اہتمام کیا کرتے ہیں ۔بندہ ناچیز کو 12 ربیع الاول 1436 بروز ہفتہ [03.01.15] مدینہ منورہ حاضری کی سعادت حاصل ہوئی ،واپسی پر راستے میں ایک ہوٹل [معطم الهجرة] پر کھانے کے لئے رکے تو اچانک میری نظر ہوٹل کے فرنٹ شیشے پر لگے ایک اشتہار پر پڑی ۔جس پر سیرت النبی ﷺ پروگرام لکھا نظر آیا۔

ٹاپ پر لکھا ہوا ہے

”المکتب التعاونی للدعوة والارشاد و توعیة الجالیات بمحافظة بدر“

نیچے لکھا ہوا ہے کہ

مکتب جالیات بدر کے زیر اہتمام

سیرت النبی ﷺ پروگرام

مورخہ:3ربیع الاول،بمطابق:25دسمبر بروز جمعرات،بعدنماز عشاء،بمقام

:مکتب جالیات بدر

خصوصی خطاب

:واعظ خوش الحان،شیرین بیان

قاری عبدالرحیم کلیم حفظہ اللہ مدیر مرکز التوحید ڈیرہ غازی خان

فضیلۃ الشیخ جناب زید حارث حفظہ اللہ فاصل مدینہ یونیورسٹی۔

فضیلۃ الشیخ جناب یوسف قمر حفظہ اللہ فاضل مدینہ یونیورسٹی

خطاب فرمائیں گے۔ان شاءاللہ

برائے رابطہ:

فضیلۃ الشیخ عتیق الرحمن حفظہ اللہ 0559270036

کھانے کا انتظام بھی ہو گا۔

....

نوٹ:جس کسی کو اس اشتہار کی سکین کاپی درکار ہو تو مجھے ای میل کر کے حاصل کر سکتا ہے۔

وہابی اپنی محافل کو میلاد النبی ﷺ کی بجائے سیرت النبی ﷺ کا نام دیتے ہیں اور ان جلسوں کو جائز و باعث ثواب بھی سمجھتے ہیں چناں چہ علماے دیوبند کے جامعہ بنوریہ کا سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کے بارے میں فتویٰ ہے کہ

''نبی کریم ﷺ کی سیرت بیان کرنے کے لیے جلسے کا انعقاد اور اس سلسلے میں لوگوں کو شرکت کی دعوت دینا اگر چہ اس کا اہتمام مسجد کے اندر ہی ہو بلاشبہ **جائز اور باعث ثواب ہے** اور اگر چندہ دینے والوں کی طرف سے اس قسم کے پروگراموں میں صرف کی اجازت ہو تو مسجد انتظامیہ بھی اس کا اہتمام کر سکتی ہے مگر کھانے کا پروگرام اگر مسجد سے ہٹ کر کیا جائے تو یہ بہتر ہے۔''

(الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ: فتوی نمبر ۳۷۸۸۳)

۞...... اب علماے وہابیہ اپنے اصول بدعت کے تحت یہ بتائیں کہ قرآن و حدیث میں سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کے انعقاد کا ثبوت کہاں ہے؟

۞...... نبی پاک ﷺ کے زمانے میں کتنی مرتبہ سیرت النبی ﷺ کے جلسوں و جلوسوں کا انعقاد کیا گیا؟

۞...... خلفاے راشدین و صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے اپنی زندگی میں کتنی مرتبہ سیرت النبی ﷺ کے جلسوں و جلوسوں کا انعقاد کیا؟

۞...... تابعین و تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے اپنی زندگی میں کتنی مرتبہ سیرت النبی ﷺ کے جلسوں وجلوسوں کا انعقاد کیا گیا؟

۞...... اور اگر سیرت النبی ﷺ کے جلسوں اور جلسوں کا ذکر خیر القرون سے نہیں ملتا تو پھر ان کا انعقاد جائز و کار ثواب سمجھ کرنا اصول وہابیہ کے مطابق بدعت ضلالہ ہے کہ نہیں؟

ان سب باتوں کا جواب دینے سے قبل اپنے علماے دیوبند کے درج ذیل حوالہ جات کا مطالعہ لازمی کر لیجیے۔

علماے وہابیہ کی سیرت النبی ﷺ کے جلسوں وجلوسوں کی مخالف وبدعت

ایک طرف تو علماے وہابیہ سیرت النبی ﷺ کے جلسوں وجلوسوں کا انعقاد کرتے ہیں لیکن دوسری طرف اسی کو بدعت اور رسمی مظاہرے قرار دیکر ممنوع قرار دیتے ہیں، چناں چہ:

☆ دیوبندی مولوی یوسف لدھیانوی اپنی کتاب میں سیرت النبی ﷺ اور میلاد النبی ﷺ کے جلسوں کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”سلف صالحین نے کبھی سیرت النبی کے جلسے نہیں کیے اور نہ میلاد کی

محفلیں سجائیں"

(اختلاف امت اور صراط مستقیم ص 84)

☆ مزید لکھتے ہیں کہ: "چھ صدیوں میں جیسا کہ میں ابھی عرض کر چکا ہوں، مسلمانوں نے کبھی سیرت النبی کے نام سے کوئی جلسہ یا میلاد کے نام سے کوئی محفل نہیں سجائی۔ (صفحہ 85)

معلوم ہوا جس طرح دیوبندی علماء کے نزدیک محفل کا چھ صدیوں سے ثبوت نہیں بالکل اسی طرح سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کا بھی ثبوت نہیں۔ لیکن آج کل دیوبندی حضرات سیرت النبی ﷺ کے جلسوں اور محافل کا انعقاد کرتے اور ان کو جائز و کار ثواب سمجھتے ہیں۔

☆ دیوبندیوں کے مفتی اعظم تقی عثمانی نے بھی یہ لکھا کہ:

"**نبی کریم ﷺ نے تو ہمیشہ اس امت کو ان رسمی مظاہروں سے اجتناب کی تلقین فرمائی** ...... صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی پوری حیات طیبہ میں کوئی شخص ایک نظیر ایک مثال اس بات پر پیش کر سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی سیرت کے نام پر ربیع الاول میں یا کسی مہینے میں کوئی جلوس نکالا گیا ہو؟ بلکہ پورے تیرہ سو سال کی تاریخ میں کوئی ایک مثال کم از کم مجھے تو نہیں ملی کہ کسی نے آپ

کے نام پر جلوس نکالا ہو۔ ہاں! شیعہ حضرات محرم میں اپنے امام کے نام پر جلوس کرتے تھے، تو ہم نے سوچا کہ انکی نقالی میں ہم بھی جلوس نکالیں گے حالانکہ نبی کریمﷺ کا ارشاد ہے من تشبه بقول فهو منهم جو شخص کسی قسم کے ساتھ مشابہت اختیار کرتا ہے وہ ان میں سے ہو جاتا ہے"۔

(میلا دالنبی اور سیرت النبی کے جلسے اور جلوس تالیف تھانوی، تقی عثمانی صفحہ ۲۹، ۳۰ مرتب محمد سلمان سکھروی مکتبہ الاسلام کراچی)

معلوم ہوا کہ علماے وہابیہ کے نزدیک سیرت النبیﷺ کے جلسوں و جلسوں کا سلسلہ شیعہ کی نقالی ہے، اور بقول تقی عثمانی ایسی مشابہت ممنوع و حرام ہے۔ خود شیعہ کی نقالی کریں تو جائز اور ہم نبی پاکﷺ کی ولادت کا ذکر کریں تو ہمیں عیسائیوں کی نقالی کا طعنہ دے کر حرام فعل کے مرتکب قرار دیا جاتا ہے۔ گویا خود جو مرضی ہیں کریں سب جائز و روا سُنّی ذکرِ مصطفیٰﷺ کا چرچا بحکم شریعتِ اسلامیہ کریں تو بھی فتوؤں کی توپوں کا رخ سنیوں ہی کی طرف ۔ سبحان اللہ عزوجل! کیا بات ہے۔

[11]اصولِ وہابیہ کے مطابق تبلیغی جماعت کے مروجہ سہ رزوے وچلے بدعت

علماے دیوبند کے حکیم اشرفعلی تھانوی کے خلیفہ قاضی عبدالسلام نے ایک کتاب ''شاہراہ تبلیغ''لکھی جس پر علماے دیوبند کی عظیم شخصیت حضرت مولانا شمس الحق افغانی اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے سابق مفتی عام مفتی محمد فرید زرولی اور حضرت مولانا حبیب النبی صاحب سجادہ نشین بیکی شریف صوابی نے اس کی تصویب فرمائی تھی۔اسی کتاب کے صفحہ 23 پر تبلیغی جماعت کے بارے میں ہے کہ:

''ایک حقیقت قابل غور ہے کہ تبلیغ دین کیلئے شریعت کی جانب سے کوئی خاص دن، نہ کوئی خاص وقت مقرر ہے۔ بلکہ ہر وقت ہر دن جا سکتے ہیں۔علمائے اصول فقہ کا ارشاد ہے کہ جو حکم شرعی مجانب شارع عام مطلق ہو۔ اس میں کوئی قید کی تخصیص اپنی جانب سے لگانا اور اس مطلق کو مقید کرنا یہ اس کو منسوخ کرنا ہوتا ہے۔ یعنی حکم شارع کو جو مطلق تھا، اس کو منسوخ کرکے اپنی جانب سے بجائے اس کے حکم کو مقید کو نافذ کیا گیا جس کی حقیقت دین کو بدل دینے کی ہوگی۔ (شاہراہ تبلیغ صفحہ 23)

اور پھر فرماتے ہیں کہ ''یہ مروجہ سہ روزوں اور چلوں کا انتظام بہیئت کذائی عصر نبوت اور خیر القرون میں نہ تھا۔ بنا بریں یہ سنت نبوی نہیں اور بدعات کالازمی نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ قلوب میں حق کی روشنی بجھ جاتی ہے...... سلف امت سے ان سہ روزوں اور چلوں کا بہیئت کذائی یہ مخصوص نظام بحیثیت دین کے کہیں منقول نہیں...... محبت دین نے خود دین ہی کی جگہ لے لی اور جو بھی کوئی عمل ایسا ہو جو بحیثیت دین سلف سے منقول نہ ہو اور وہ دین کی عقیدت سے برتا جارہا ہو۔ وہ علماء سلف کی اصطلاح میں بدعت ہی ہوتی ہے اور بدعت کے بارے میں وہی فرمان ہے ''کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار'' ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے۔

(شاہراہ تبلیغ صفحہ 43 تا 48)

صفحہ ۷۷ پر یہ کہا کہ ''تبلیغ کا یہ موجودہ نظام کذائی اور معمولات راجحہ حضور ﷺ سے منقول نہیں ہیں اور عوام ان کو دین کی عقیدت سے اور فلاح آخرت اور ثواب کی نیت سے کرتے رہے ہیں بلکہ اس بدعی نظام کو مقبول اور نا مقبول کے درمیان معیار بنائے ہوئے ہیں۔ اور یہ حقیقت عندالشرع بدعت ضلال ہے''۔ (شاہراہِ تبلیغ صفحہ 77)

لیجیے جناب قاضی عبد السلام دیوبندی تبلیغی جماعت سے مروجہ سہ روزوں اور چلوں کو نہ صرف بدعت قرار دے چکے بلکہ حکم نبوی ﷺ ''ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے'' سے تمام تبلیغی دیوبندیوں گمراہ، بدعتی اور جہنم کی طرف جانے والے ہیں۔

بہر حال اب ہم علمائے دیوبند سے پوچھتے ہیں کہ

۞......یہ مروجہ سہ روزوں اور چلوں کا انتظام بہئیت کذائی نبی پاک ﷺ کی ظاہری حیات میں موجود تھا؟

۞......یہ مروجہ سہ روزوں اور چلوں کا انتظام بہئیت کذائی صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے زمانے میں موجود تھا؟

۞......یہ مروجہ سہ روزوں اور چلوں کا انتظام بہئیت کذائی تابعین یا تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین کے زمانے میں موجود تھا؟

۞......وہ کون کون سے صحابی، تابعی یا تابع تابعی [علیہم الرضوان اجمعین] ہیں جو سہ روزے اور چلوں کے ایام کو مقرر کر کے تبلیغ کے لیے نکلے تھے، ذرا اُن کے نام بتا دیجیے۔

[12]اصولِ وہابیہ کے مطابق پیٹ بھر کر کھانا "پہلی بدعت"

☆علمائے دیوبند شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب لکھتے ہیں کہ:

"حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سب سے پہلی بدعت جو حضور اقدسﷺ کے بعد پیدا ہوئی وہ پیٹ بھر کر کھانے کی ہے جب آدمیوں کے پیٹ بھر جاتے تو ان کے نفوس دنیا کی طرف جھکنے لگتے ہیں"۔

(فضائل صدقات حصہ دوم صفحہ ۲۳۵۔ادارہ نشر و اشاعت اسلامیات ملتان)

معلوم ہوا کہ پیٹ بھر کر کھانا کھانا بدعت ہے،اور بدعت کا اطلاق کھانوں اور غذاؤں پر بھی ہوتا ہے۔لہٰذا آج کل جو جدید لذیز کھانے بریانی،کوفتے،قورمے،مٹھائیاں وغیرہ وغیرہ کیا نبی پاکﷺ،صحابہ،تابعین اور تابع تابعین سے کھانا ثابت ہیں؟

علمائے دیوبند کے اشرفعلی تھانوی لکھتے ہیں "یعنی رسول اللہﷺ نے چوکی اور طشتری پر کھانا نہیں کھایا۔اور نہ کبھی آپ کیلئے چپاتی پکی۔(بخاری)...... پس مدلول اُس کا عدم الفعل ہے نہ ترک الفعل۔اب اگر کوئی طشتری میں کھائے یا چپاتی کھائے جائز ہے الخ (الافاضات الیومیہ حصہ سوم ملفوظ نمبر ۴۵۵ صفحہ ۳۶۱)

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے چپاتی نہیں کھائی تو اب علماے وہابیہ کو چاہیے کہ چپاتی نہ کھایا کریں۔ اکثر مخالفین کہہ دیتے ہیں کہ کھانا تو بدعت میں شامل نہیں۔ تو ایسے حضرات کے لیے عرض ہے کہ تمہاری اس تاویل کا اُم المومنین حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ صدیوں پہلے ''پیٹ بھر کر کھانے کو پہلی بدعت'' فرما کر رَدّ فرما چکیں۔ لہٰذا ام المومنین رضی اللہ عنہا کی بات کے سامنے تمہاری کیا حیثیت؟ اور پھر متعدد محدثین و مفسرین اور علما و اکابرین اُمت نے کھانوں کو بدعت مباحہ یعنی بدعت کی اقسام میں ہی شامل فرمایا (دیکھو امام عزبن السلام: کتاب قواعد الاحکام جلد۲ ص ۱۷۲۔ شامی جلد اول صفحہ ۳۹۳ ،اشعۃ اللمعات فارسی جلد اول ص ۱۲۸)

اور یہ بات ہی معترضین کی تاویل کا رد ہے اگر وہ اس کو بدعت نہ جانتے تو اقسام بدعت میں شامل ہی نہ فرماتے۔ پھر سوال یہ ہے کہ مخالفین حضرات کھانے پینے کی اشیاء کو فی الدین تسلیم کرتے ہیں یا خارج از دین قرار دیتے ہیں؟ اگر کھانے پینے کی اشیاء کو اسلام سے خارج کر دیا جائے تو حرام و حلال سب کچھ گیا۔ جس کی جو مرضی ہے کھائے پیے۔ لہٰذا کسی صورت مخالفین کی تاویل حجت نہیں ہو سکتی۔

[13]وہابی دیوبندی کی خود ساختہ نماز"آخر یہ بدعت کیوں نہیں؟"

علماے وہابیہ کی کتاب صراط مستقیم میں یہ لکھا ہے کہ اگر نماز میں حضور ﷺ یا شیخ کا خیال آئے [صرف ہمت کی] تو ہر رکعت کے بدلہ چار رکعتیں ادا کریں (ملخصاً) چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

"اگر وسوسہ ظہر کی نماز میں پیش آیا ہے تو فرض اور سنتوں سے فارغ ہوکر تنہائی اور خلوت میں وسوسے کو دل سے بالکل نکال کر سولہ [16] رکعتیں نماز پڑھے اور یہ جب کہ ساری رکعتوں میں وسوسے نہیں رہے تھے بلکہ بعض تو حضور کے ساتھ خیالات سے خالی پڑھی تھیں اور بعض خیالات سے آلودہ ہو گئی تھیں تو وسوسے والی رکعتوں میں سے ہر ایک رکعت کے بدلے چار رکعتیں ادا کرے اور مغرب کی نماز کے بعد عصر کا تدارک کرے اور اس کے بعد نمازِ مغرب کا اور اسی طرح عشاء کا...... (صراط مستقیم صفحہ 170)

علماے وہابیہ اس وسوسے کو صرفِ ہمت کا نام دیں یا خیال و تصور مانیں، فی الحال اس پر بحث نہیں بلکہ سوال صرف یہ ہے کہ اگر ایسا معاملہ

نماز میں درپیش ہوتا ہے تو ایک [1] رکعت کے بدلے [4] چار رکعتیں اور چار [4] رکعتوں کے بدلے سولہ [16] رکعتیں پڑھنے کا جو حکم وہابیوں دیوبندیوں کی کتاب ''صراط مستقیم'' میں دیا گیا ہے آخر اس کا ثبوت کہاں ہے؟

اب ہم پوچھتے ہیں کہ ایسی رکعتوں کے پڑھنے کا حکم کہاں ہے؟

۞......ایک رکعت کے بدلے میں چار رکعت اور چار کے بدلے سولہ پڑھنے کا حکم کس حدیث شریف میں آیا ہے؟

۞......ایک رکعت کے بدلے میں چار رکعت اور چار کے بدلے سولہ پڑھنے کا حکم کیا کسی صحابی سے منقول ہے؟

۞......ایک رکعت کے بدلے میں چار رکعت اور چار کے بدلے سولہ پڑھنے کا حکم کیا کسی تابعی سے منقول ہے؟

۞......ایک رکعت کے بدلے میں چار رکعت اور چار کے بدلے سولہ پڑھنے کا حکم کیا کسی تابع تابعی سے منقول ہے؟

۞......ایک رکعت کے بدلے میں چار رکعت اور چار کے بدلے سولہ پڑھنے کا حکم فقہ کی کسی کتاب میں موجود ہے؟

اب علماے وہابیہ اپنی اس خود ساختہ ''نماز'' کا ثبوت پیش کریں، یا پھر اپنے اصول کے مطابق ''کل بدعة ضلالہ '' کے حکم سے اپنے اکابرین کو بدعتی و گمراہ قرار دیں۔

نوٹ

وہابیوں دیوبندیوں کے مطابق اگر پانچوں نمازوں کے صرف فرضوں میں یہی خیال آیا تو صرف فرضوں کی 17 رکعتیں بنتی ہیں تو گویا [17x4=68] 68 رکعتیں پڑھنی پڑھیں گی، اور اسی طرح پانچوں نمازوں کی سنتوں، نوافل اور وتر کو شامل کیا جائے تو حساب مزید بڑھ جاتا ہے۔

[14]اصول وہابیہ کے مطابق اسماعیل دہلوی کی بدعات

علمائے وہابیہ کے امام اسمعیل دہلوی نے صراط مستقیم میں نئی نئی ریاضتوں، نئے نئے وظائف اور نئے نئے اعمال واذکار کو بیان کیا ہے جن کا ثبوت خیرالقرون میں نہیں لیکن خدا جانے یہ حضرات ایسے اعمال جو خاص ان امور دینیہ میں محض تقرب الی اللہ کے لیے کیے جاتے ہیں، ان پر عامل ہونے کے باوجود بدعتی کیوں نہ ہوئے؟ ذرا ان کے نئی نئی باتیں ملاحظہ کیجیے۔

وہابی امام اسمعیل دہلوی نے صراط مستقیم میں لکھا کہ:

''ہر وقت کے مناسب اشغال اور ہر ہر قرن [زمانے] کے مطابق حال ریاضات جدا جدا ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ طریق کے پیشواؤں میں سے اہل تحقیق اشغال کی تجدید میں بڑی بڑی کوششیں کر گئے ہیں۔ بنا بر آں مصلحت وقت اِس امر کی متقاضی ہوئی کہ اس کتاب کا ایک باب ایسے اشغال جدیدہ کے بیان کیلئے جو اس وقت کے مناسب ہیں معین کیا جاوے اور طریق ثلثہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ کے اشغال کی تجدید سے باقی طریق کے اشغال کی تجدید پر اکتفاء کی جاوے''

(صراط مستقیم،مقدمہ تیسرا افادہ صفحہ 23)

اب ان نئی نئی ریاضتوں اور نئے نئے وظائف واعمال میں سے چند بطور نمونہ ملاحظہ کیجئے۔طریقہ قادریہ کے اشغال کے بیان میں لکھتے ہیں کہ:

☆''پہلے پہل ذکر یک ضربی کرنا چاہیے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی ہیئت پر دو زانو بیٹھ کر لفظ مبارک اللہ کو وسطِ سینہ سے بڑی شدت اور بلند آوازی سے نکال کر اپنے منہ کے سامنے ضرب لگائے''الخ۔

(صراط مستقیم باب سوم راہ ولایت کے سلوک،فصل پہلی،پہلا افادہ صفحہ 204)

اسی طرح لکھتے ہیں کہ:

☆''ذکر یک ضربی کے راسخ ہونے کے بعد بطریقِ مسطور ذکرِ دو ضربی شروع کرے اس کا طریق اس طرح ہے کہ نماز کی ہیئت پر دو زانو بیٹھ کر لفظ اللہ کو وسطِ سینہ سے زور سے بلند آواز کے ساتھ نکال کر داہنے زانو میں ضرب کرے پھر متخیل آواز کے امتداد کو آہستگی سے داہنے کندھے تک کھینچ کر وسط سینہ تک پہنچائے اور اس طرح خیال کرے کہ اس لفظ کے ہمراہ نور برآمد ہوا ہے''۔

(صراط مستقیم باب سوم راہ ولایت کے سلوک،فصل پہلی،دوسرا افادہ صفحہ 205)

پھر لکھتے ہیں کہ:

☆ ''طریقہ ذکر سہ ضربی کو یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر ایک ضرب داہنی طرف میں اس طریق سے لگائے جو مذکور ہوا اور دوسری ضرب بائیں جانب اس طریق سے لگائے اور تیسری ضرب دل میں لگاوے۔

(صراط مستقیم باب سوم راہ ولایت کے سلوک، فصل پہلی، تیسرا افادہ صفحہ 205)

پھر آگے لکھتے ہیں کہ:

☆ ''ذکر چار ضربی کا طریق یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر ایک ضرب طریق مذکورہ پر داہنی جانب میں لگاوے اور دوسری بائیں جانب میں اور تیسری دل میں اور چوتھی اپنے روبرو لگائے الخ۔

(صراط مستقیم باب سوم راہ ولایت کے سلوک، فصل پہلی، تیسرا افادہ صفحہ 206)

ایسی نئی نئی باتیں جو نہ قرآن میں، نہ حدیث میں، نہ صحابہ کا فعل، نہ تابعین کا فعل۔ ایسی باتیں نکالنی اور عمل میں لانی اور ان سے امید وصول الی اللہ رکھنی، کس نے جائز کیں؟۔

بہر حال اب ہم علمائے وہابیہ سے پوچھتے ہیں کہ

۞ ...... کیا نبی پاک ﷺ نے مذکورہ بالا طریقے کے مطابق یک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چار ضربی لگانے کی تعلیم فرمائی ہے؟

۞ ...... کیا مذکورہ بالا طریقے کے مطابق صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے یک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چار ضربی لگائی تھی؟ کیا فعلِ صحابہ سے یہ ثابت ہے؟

۞ ...... کیا مذکورہ بالا طریقے کے مطابق تابعین یا تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے یک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چار ضربی لگائی تھی؟ کیا ان کے فعل سے یہ ثابت ہے؟

اب کیا فرماتے ہیں معترضین کہ دین خدا میں ایسی نئی نئی باتیں نکالنا اور یہ اقرار کرکے کہ کتاب وسنت سے اس کا ثبوت نہیں ان پر عمل کرنا اور انہیں موجب ثواب وقرب رب الارباب سمجھنا بدعت سیئہ شنیعہ ہے یا نہیں، اور یہاں حدیث "من احدث فی امرنا مالیس منه فهو رد" (جس نے ہمارے دین میں نئی بات نکالی جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے) سے اسماعیل دہلوی اسی نئی نئی باتیں ایجاد کرکے بدعتی وگمراہ ٹھہرے کہ نہیں؟

وہابی صاحبوں نے مذکورہ بالا تمام باتیں ایجاد فرمائیں آپ کیں، اوروں سے کرائیں، کتابوں میں لکھیں، زبانی بتائیں، تو کیا ان کے اصل ایمان و اعمال میں کچھ خلل آیا یا نہیں؟ اور وہ بدعتی، فاسق، مخالف سنت قرار پائے یا نہیں؟ اور ان سے کہا جائے گا یا نہیں کہ نبی پاک ﷺ، صحابہ کرام و تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب حسنات پر تم سے زیادہ حریص تھے تو اگر تمہارے ایجاد کردہ ان نئے کاموں میں کچھ بھلائی ہوتی تو وہی کر جاتے۔ اب مخالفین اپنے علماے وہابیہ پر یہ اعتراض کیوں نہیں کرتے؟

[15]اصول وہابیہ کے مطابق مساجد کی محراب بدعت

مولوی عبدالقادر حصاری اہلحدیث لکھتے ہیں کہ:

”حدیث اور اقوال صحابہ اور تابعین کے فرمان اور علماء محققین کے بیان سے یہ مسئلہ سورج کی طرح روشن ہے کہ **محراب مسجد میں بنانا بدعت ہے** اور قیامت کی نشانی ہے جو موجب مصائب ہے اور یہ نصاریٰ کا فعل ہے کہ وہ اپنے گرجاؤں میں محراب بناتے تھے“۔

(فتاوی اہلحدیث جلد ا صفحہ ۳۱۳)۔

فتاوی اہلحدیث جلد ا ص ۳۰۸ میں ہے کہ:

”آنحضرت ﷺ اور چاروں خلیفوں کے زمانے میں محراب نہ تھا“

علمائے وہابیہ دیوبند کے مولانا عبدالحیٔ نے لکھا ہے کہ

”وفاء الوفاء جلد ۱۰ ص ۳۷۲ میں علامہ سمہودی رحمتہ اللہ علیہ (۹۱۱ھ) نے ذکر فرمایا کہ مسجد شریف کی محراب حضور سرور کونین ﷺ اور خلفائے راشدین کے دور میں نہ تھی بلکہ سب سے پہلے اسے عمر ابن عبدالعزیز (۱۰۱ھ) نے بنوایا۔ ملخصا

(فتاویٰ عبدالحیٔ جلد ۱۰ ص ۱۰۸، فتاویٰ اہلحدیث جلد ا ص ۳۰۸)

بحر حال اب ہم علمائے دیوبند سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... کیا نبی پاک ﷺ مسجد میں محراب بنانے کا حکم دیا یا محراب بنوائے؟
- ...... کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے محراب بنانے کا حکم دیا یا بنوائے؟
- ...... کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محراب بنانے کا حکم دیا یا بنوائے؟
- ...... کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محراب بنانے کا حکم دیا یا بنوائے؟
- ...... کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محراب بنانے کا حکم دیا یا بنوائے؟

ایک تاویل کا ازالہ اہلحدیث کی قلم سے

بعض جاہل کہتے ہیں کہ دیکھو قرآن میں محراب کا ذکر ملتا ہے اور حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ محراب کے پاس اتریں گے۔

تو ہم کہتے ہیں کہ اس سے مراد محراب متعارف نہیں تھا جیسا کہ خود اہلحدیث عالم مولوی عبدالقادر حصاری نے اپنے اسی فتاوے میں بڑی تفصیل سے بحث کی اور کہا کہ: ''دوم یہ کہ اس حدیث میں لفظ محراب متحمل الوجوہ ہے، زمانہ نبوی میں جب محراب متعارف موجود نہ تھے تو اس لفظ سے محراب متعارف مراد لینا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے ورنہ قرآن میں بھی ''یصلی فی

المحراب " سے محراب متعارف مراد لیا جا سکتا ہے حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں۔ فتح البیان میں ہے اس محراب سے مراد غرفہ یعنی بالا خانہ ہے...... امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو محراب کہا جاتا ہے الخ

(فتاویٰ اہلحدیث جلد اص ۳۱۰)

تو معلوم ہوا کہ وہاں محراب سے مراد ''غرفہ یعنی بالا خانہ'' ہے نہ کہ آج کل کے مروجہ محراب۔لہٰذا علماے وہابیہ کی یہ دلیل بالکل ایسی ہی ہے جیسے جماعت المسلمین والے مسلمین کے الفاظ سے اپنا فرقہ مراد لیتے ہیں۔

[16]سعودیہ عرب ہر سال 23/ستمبر کو جشن مناتا ہے

ہم سنی مسلمان نبی پاک ﷺ کے یوم میلاد کو خوشی منائیں اور اس کو جشن (خوشی کا دن) قرار دیں تو دیوبند سے لے کر نجد تک یہ شور و ہنگامہ کھڑا ہوتا ہے کہ شریعت میں جشن منانے کی اجازت و ثبوت نہیں لیکن خود علماے وہابیہ سعودیہ اپنے ملک کی آزادی کا جشن ہر سال 23/ستمبر کو منائیں تو یہ سب فتوے بھول جاتے ہیں۔ ہر سال 23/ستمبر کو تمام سعودیہ عرب کو سجایا جاتا ہے، سرکاری دفاتر و عمارات اور سڑکوں میں ہر طرف جھنڈے ہی جھنڈے نظر آتے ہیں، گاڑیوں پر جھنڈے۔

بلکہ معاذ اللہ! کلمہ طیبہ [لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ] لکھے ہوئے کپڑوں کو قمیض [لباس] کی طرح اپنے جسم پر لپٹے دکھائی دیتے ہیں جس میں کلمہ شریف کمر کی طرف ہوتا ہے۔ گاڑیوں پر کلمہ والے جھنڈوں کی پینٹ کروائی جاتی ہے۔ ہزاروں گاڑیوں کا جلوس نکلتا ہے جس میں قومی نغموں پر مشتمل گانے ہر طرف گونج رہے ہوتے ہیں۔ آتش بازی کا بھرپور نظارہ ہوتا

ہے۔ الغرض ہمارا 14 اگست کا جشن ان کے جشن کے مقابلے میں کچھ حیثیت نہیں رکھتا، اور یہ سب کچھ سرکاری سطح پر ہو رہا ہوتا ہے اور مکمل حفاظت و دیکھ بھال میں ہوتا ہے۔ مکمل تفصیل جس کو درکار ہو گوگل یا یوٹیوب پر "[saudi national day] یا "الیوم الوطنی السعودیۃ" لکھ کر سرچ کر کے ویڈیو دیکھ سکتا ہے۔

اب ہم علمائے نجد وہابیہ سے دریافت کرتے ہیں کہ

۞...... کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث مبارکہ میں ایسے مروجہ سعودی انداز میں وطن کی آزادی کا جشن منانے کا ثبوت موجود ہے؟

۞...... فتح مکہ ہوا تو اس کے سال بعد کیا کسی نے فتح کا جشن منایا تھا؟

۞...... کیا کسی صحابی یا تابعی یا تبع تابعی [علیہم الرضوان اجمعین] نے بعد میں کسی سال اس دن کو جشن منایا تھا؟ جلوس نکالے تھے، جھنڈے لگائے تھے؟ گلیوں میں اس طرح نکلے تھے جیسے سعودی نکلتے ہیں؟

۞...... اگر علمائے سعودیہ اس کو بدعت کہتے ہیں تو پھر حکومت سعودیہ اس بدعت کی اجازت دے کر اور سرکار سطح پر اس کا انعقاد کر کے بدعتی حکومت قرار پائی کہ نہیں؟ اور جو جو اس بدعت کے حامی اور اس کی اشاعت میں شامل ہیں

وہ بدعتی وگمراہ ہیں کہ نہیں؟

❁……آخر علمائے نجد اس بدعت یعنی سعودی جشن کا اُسی طرح عالمی سطح پر رَدّ کیوں نہیں کرتے جس طرح میلاد النبی ﷺ کا کرتے ہیں؟اس بدعت کے حامیوں کا نام لے کر ان کو بدعتی وگمراہ کیوں نہیں کہتے؟سرکاری خطبوں میں اس نیشنل ڈے کے جشن کو بدعت ضلالہ کیوں نہیں کہتے اور اس کے حامی سعودی حکمرانوں کے خلاف اعلان جہاد کیوں نہیں کرتے؟

کیا اس کی وجہ صرف یہی نہیں کہ اُن سے ریال ملتے ہیں اس لیے نجدی علما کے فتوؤں کی مشینیں بند ہیں، ہاتھ ریالوں کی لالچ سے باندھے ہوئے ہیں اور تلواریں ریالوں کے زنگ سے آلودہ ہو چکی ہیں۔بحر حال اس جشن کا ثبوت دیجیے یا ان سب پر فتوے جاری کیجیے۔

[17]اصول وہابیہ کے مطابق 27رمضان المبارك کی اجتماعی دعا بدعت

ہم سنی جوبھی اچھا کام کرتے ہیں تو علماے وہابیہ ہم سے نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین یا تبع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] کے عمل پیش کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔نماز کے بعد ذکرالٰہی کریں تو کہتے ہیں کہ کون سی حدیث میں ہے؟ صلوۃ وسلام کا معاملہ ہوتو وہاں بھی حدیث سے ثبوت کا مطالبہ، دعا بعد نماز جنازہ ہوتو حدیث سے ثبوت کا مطالبہ،لیکن خودعلماے وہابیہ جوکریں خود ان کوکسی قسم کے ثبوت کی ضرورت نہیں رہتی، سب کچھ بغیر کسی دلیل کے محض فعل وہابیہ ہی سے جائزو کارثواب قرار پاتا ہے۔

سعودی عرب میں ہر سال رمضان المبارک کی 27رشب مکہ مکرمہ میں باجماعت تراویح کے ختم قرآن کے بعد اجتماعی دعا کا اہتمام ہوتا ہے، جس میں مختلف شہروں سے لوگ جوق در جوق شامل ہوتے ہیں اور اس شب کوحرم شریف میں حد سے زیادہ ہجوم ہوتا ہے، جو کہ محض ختم قرآن وخصوصی دعا کے لیے ہوتا ہے۔

اب علماے وہابیہ اپنے اصول بدعت کے تحت جواب دیں کہ

- ......کیا نبی پاک ﷺ نے رمضان المبارک کی 27ر شب کو اجتماعی طور پر تراویح کی جماعت کے ختم قرآن کے بعد، اجتماعی طور پر خصوصی دعا فرمائی تھی؟ کیا کسی ایک حدیث میں مروجہ طریقہ کا ثبوت موجود ہے؟

- ......کیا خلفاے راشدین یا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے رمضان المبارک کی 27ر شب کو اجتماعی طور پر تراویح کی جماعت کے ختم قرآن کے بعد، اجتماعی طور پر خصوصی دعا فرمائی تھی؟ کیا کسی ایک حدیث میں مروجہ طریقہ کا ثبوت موجود ہے؟

- ......کیا تابعین یا تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے رمضان المبارک کی 27ر شب کو اجتماعی طور پر تراویح کی جماعت کے ختم قرآن کے بعد، اجتماعی طور پر خصوصی دعا فرمائی تھی؟ کیا کسی ایک حدیث میں مروجہ طریقہ کا ثبوت موجود ہے؟

یاد رہے کہ حدیث شریف میں دعا کو عبادت کہا گیا ہے لہٰذا اب علماے وہابیہ اس اجتماعی عبادت کا ثبوت پیش کریں یا پھر اس مروجہ عمل کو بھی اپنے اصول بدعت سے بدعت ضلالہ اور عاملین کو بدعتی و گمراہ قرار دیں۔

[18]اصول وہابیہ کے مطابق عمامہ کی بجائے شماغ وعقال کی بدعت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ فتح مکہ کے دن جب شہر میں داخل ہوئے تو حضور ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ (صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز دخول مکۃ بغیر احرام 1358) نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہمارے اور مشرکوں کے درمیان ایک فرق یہ بھی ہے کہ ہم ٹوپیوں پر عمامہ باندھتے ہیں۔ (مشکوۃ باب اللباس)

عمامہ شریف یا ٹوپی پہنا سنت ہے۔ لیکن جس طریقے سے آج کل سعودی عرب والے اپنے سروں پر رومال [شماغ] اور اس کے اوپر گول ہیڈ بینڈ کالے رنگ کا پہنتے ہیں [شماغ: سعودی باشندں کے سروں کی مردانہ چادر۔ عقال: گول ہیڈ بینڈ [HeadBand] جو شماغ کے اوپر رکھتے ہیں]۔ لیکن آج تک کسی وہابی کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ یہ کہے کہ عمامہ اور ٹوپی جیسی سنت کو ترک کر کے، سنت کے مقابلے میں یہ شماغ وعقال پہننا خلاف سنت عمل ہے، اور خلاف سنت عمل ہی بدعت کہلاتا ہے۔

مشکوۃ شریف میں حدیث موجود ہے کہ "ما احدث قوم بدعة الا

رفع مثلها من السنة فتمسک بسنة خیر من احداث بدعة ''کوئی قوم بدعت ایجاد نہیں کرتی مگر اتنی سنت اٹھ جاتی ہے۔لہٰذا سنت کو لینا بدعت کے ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔

(مشکوۃ باب الاعتصام تیسری فصل)

حافظ ابن حجر عسقلانی شرح بخاری ''و تطلق فی الشرع فی مقابل السنة فتکون مذمومة''اور شریعت میں بدعت کا اطلاق سنت کے مقابلہ میں ہوتا ہے لہٰذا (ایسی بدعت جو سنت کے مقابل ہو) وہ مذموم ہوگی۔

(فتح الباری ص ۲۱۹ ج ۴)

غیر مقلد اہلحدیث وحید الزمان اور نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے مطابق بدعت شرعی ''جس سے اس کے بدلہ میں کوئی سنت متروک ہو جائے''(ھدیۃ المھدی ۱۱۷)

لہٰذا معلوم ہوا کہ بدعت وہ عمل ہوتا ہے جو کسی سنت [یا کوئی دین کے کسی حکم] کے خلاف ہو۔

لہٰذا اَب ہم علمائے وہابیہ سے پوچھتے ہیں کہ

✿ ......کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث میں شماغ وعقال پہننے کا ذکر موجود

ہے؟

۞ ......کیا نبی پاک ﷺ سے شماغ وعقال پہنا ثابت ہے؟اگر ثابت ہے تو کس رنگ وسائز کا تھا؟

۞ ......کیا صحابہ [کرام علیہم الرضوان اجمعین] سے شماغ وعقال پہنا ثابت ہے؟اگر ثابت ہے تو کس رنگ وسائز کا تھا؟

۞ ......کیا تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] سے شماغ وعقال پہنا ثابت ہے؟اگر ثابت ہے تو کس رنگ وسائز کا تھا؟

۞ ......کیا تابع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] سے شماغ وعقال پہنا ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو کس رنگ وسائز کا تھا؟

یادرہے کہ شماغ وعقال سنت [عمامہ وٹوپی] کے متروک ہونے کا سبب بھی ہے لہٰذا اس کو محض کسی ملک کے رواج کے طور پر بھی قابل قبول نہیں کیا جاسکتا۔

[19]اصول وہابیہ کے مطابق غسل کعبہ کی رسم بدعت

سعودی حکومت ہر سال خانہ کعبہ کی تعظیم وتکریم اور اجر وثواب کی نیت سے غسل خانہ کعبہ کی رسم ادا کرتی ہے،جس میں بڑے بڑے سعودی علماء و حکمرانوں کے علاوہ دیگر مما لک کے علماء وحکمران بھی شامل ہوتے ہیں۔ ہزاروں من عرق غلاب اور آب زم زم سے خانہ کعبہ کو غسل دیا جاتا ہے۔یہ سب عمل یقیناًوہ خانہ کعبہ کی تعظیم وتکریم،عظیم اجر وثواب سمجھ کر کرتے ہیں۔ لیکن اصول وہابیہ کے نزدیک تو یہ بھی بدعت ہونا چاہیے۔کیونکہ سوائے فتح مکہ کے کہیں بھی یہ ثابت نہیں کہ حضور ﷺ نے ہر سال با قاعدگی سے اس مروجہ انداز میں غسل خانہ کعبہ کی رسم ادا فرمائی ہو یا حکم دیا ہو۔

لہٰذا اب ہم علمائے وہابیہ سے پوچھتے ہیں کہ

۞......کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث میں تعظیم وتکریم،اجر وثواب کی نیت سے غسل کعبہ کا حکم موجود ہے؟

۞......کیا کسی حدیث میں تعظیم وتکریم کی خاطر غسل کعبہ پر اجر وثواب کی بشارت سنائی گئی ہے؟اگر ہے تو غسل کعبہ پر کتنا اجر وثواب بتایا گیا ہے؟

۞ ...... نیز غسل کعبہ کا حکم تمام مسلمانوں کو یعنی اس تعظیم و تکریم میں تمام مسلمان امیر و غریب، حاکم و عوام سب شامل ہیں؟ اگر سب شامل ہیں تو پھر غسل کعبہ کی ایسی تعظیم و تکریم کو حکمرانوں کے ساتھ مخصوص کیوں کیا گیا ہے؟ عوام الناس کو ایسی تعظیم و تکریم، اجر و ثواب سے کیوں دور رکھا ہوا ہے؟

۞ ...... کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تعظیم و تکریم کی خاطر غسل کعبہ کی رسم ادا کی؟ اور آپ کی زندگی میں غسل کعبہ کی رسم کتنی مرتبہ ادا ہوئی؟

۞ ...... کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تعظیم و تکریم کی خاطر غسل کعبہ کی رسم ادا کی؟ اور آپ کی زندگی میں غسل کعبہ کی رسم کتنی مرتبہ ادا ہوئی؟

۞ ...... کیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تعظیم و تکریم کی خاطر غسل کعبہ کی رسم ادا کی؟ اور آپ کی زندگی میں غسل کعبہ کی رسم کتنی مرتبہ ادا ہوئی؟

۞ ...... کیا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے تعظیم و تکریم کی خاطر غسل کعبہ کی رسم ادا کی؟ اور آپ کی زندگی میں غسل کعبہ کی رسم کتنی مرتبہ ادا ہوئی؟

۞ ...... کیا صحابہ، تابعین یا تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے ہر سال با قاعدہ تخصیص کیساتھ مروجہ سعودی انداز میں تعظیم و تکریم کی خاطر غسل کعبہ کی رسم ادا کی؟

وہابی ہم سنیوں سے تو ہر ہر تعظیم وتکریم پر دلیل خاص کا مطالبہ کرتے ہیں۔
لیکن اب ہم بھی دیکھتے ہیں کہ اپنے اصول کے مطابق وہ خانہ کعبہ کی ایسی تعظیم
کا ثبوت کس دلیل خاص سے پیش کرتے ہیں؟

نوٹ: یوٹیوب پر کعبہ واش [Kaba Wash] لکھ کر سرچ کیجیے تو ان شاء
اللہ بہت ساری ویڈیوز دیکھنے کو ملیں گی جن میں یہ عمل کیا جارہا ہے۔

ایک تاویل کا ازالہ

ایک وہابی نے کہا کہ "فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے بتوں کو توڑنے اور
تصاویر کو مٹانے کے بعد کعبۃ اللہ کو غسل دینے کا حکم دیا تھا۔" ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم امر بغسل الکعبۃ بعد ما کسر الاصنام وطمس
التصاویر"۔

جواب......: اولاً تو یہ عمل اس وقت اس لئے ہوا تھا کہ اس وقت خانہ کعبہ
میں بت وتصویریں تھیں، بتوں کو توڑا گیا، اور تصویروں کو مٹایا گیا لہذا اس
نجاست سے پاک کرنے کیلئے غسل دیا گیا تھا۔ لیکن اب نہ ہی بت موجود
ہیں، نہ ہی اس کے اندر تصویریں موجود ہوتی ہیں جن کو توڑا اور مٹایا جاتا ہے۔
لہذا وہاں عذر موجود تھا لیکن یہاں اس عذر کی وجہ سے غسل کعبہ نہیں ہوتا بلکہ

محض تعظیم وکریم واجر وثواب کی نیت سے ہوتا ہے۔

دوم: موجودہ دور میں غسل کعبہ تعظیم وتکریم کعبہ کی نیت اور اجر وثواب سمجھ کر انجام دیا جاتا ہے، اب مذکورہ بالا عذر موجود نہیں۔ عام طور پر وہابی حضرات دلیل خاص کا مطالبہ کرتے ہیں تو اب اپنے اصول کے مطابق یہاں دلیل خاص پیش کریں کہ کسی حدیث میں بطور تعظیم وتکریم غسل کعبہ کا حکم موجود ہو اور ہر سال کرنے کا بھی حکم ہو۔ مذکورہ حدیث وہابیہ کے اپنے ہی اصولوں کے مطابق حجت نہیں ہوسکتی۔

غلاف کعبہ کا رنگ کالا ہی کیوں؟

سلیمان ندوی نے اپنی کتاب میں لکھا کہ ”خلفاء الراشدین کے عہد مبارک میں سال بہ سال کسوت ابریشمی چڑھایا جاتا تھا۔ **مگر کسی خاص رنگ کی پابندی نہ تھی۔ کبھی سبز، کبھی سفید وغیرہ**، ہاں تمام کسوہ ایک کپڑے کا ہوتا تھا۔ خلفاء عباسیہ نے کسوت کعبہ ریشم سیاہ کا مقرر کر دیا تھا۔ ترکوں نے عباسیوں سے خلافت لی۔ اس وقت سے یہ سیاہ ریشم کا ہی غلاف ہوتا ہے۔

(سفر نامہ حجاز از قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری ص 67,68)

۞ ...... لہذا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث یا صحابہ وتابعین علیہم الرضوان

اجمعین سے کالے رنگ کے غلاف کعبہ کی تخصیص ثابت نہیں۔ التزام و تخصیص پر لمبی لمبی بحث کرنے والے وہابیوں کو چاہیے کہ وہ اس تخصیص و التزام پر بھی ایک بھاری بھر فتویٰ عائد کریں۔

ایک تاویل کا ازالہ

تاویل: اہل عرب کے نزدیک سیاہ لباس وقار و ہیبت کا لباس سمجھا جاتا ہے۔ عباسیہ نے بالخصوص رنگ سیاہ کا التزام اس لیے کرلیا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ایک چادر مبارک اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تھی اور وہ سیاہ رنگ کی تھی۔ (سفرنامہ حجاز از قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری ص 67,68)

جواب: اگر سیاہ رنگ کی چادر دینے سے ہی غلاف کعبہ کا رنگ کالا ہونے کی دلیل ہے تو پھر تو حضور ﷺ نے سفید و سبز رنگ کو پسند بھی فرمایا، لہذا اس اصول سے تو غلاف کعبہ کا سفید و سبز رنگ کا ہونا بھی ثابت ہوا۔

حدیث پاک میں آتا ہے: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو اس لیے کہ یہ زیادہ پاک اور صاف نظر آتے ہیں اور اپنے مردوں کو سفید رنگ کے کفن دو۔ (رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ)

اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے پیغمبر ﷺ کو منبر

پر دیکھا کہ آپ خطبہ دے رہے تھے اور سبز رنگ کی چادر آپ کے زیب تن تھی (شرح سفر السعادۃ: شیخ دہلوی) اسی میں ہے کہ ''تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو سفید رنگ کے بعد خالص سبز رنگ بہت زیادہ پسند تھا۔ (شرح سفرالسعادۃ ص ۴۳۱)

لہذا کالی چادر دینا ثبوت مانا جائے تو پھر سبز چادر خود نبی پاک ﷺ کا پہنا اور سفید رنگ کو پسند کرنا کیونکہ دلیل نہیں بن سکتی، بحر حال بحث اس میں نہیں کہ کالا رنگ جائز ہے کہ نہیں بلکہ بحث یہ ہے کہ اس حدیث سے کالے رنگ کی تخصیص ثابت نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی کسی حدیث یا عمل صحابہ علیہم الرضوان اجمعین سے ایسی تخصیص ثابت ہے۔ اور ہمارا یہ اعتراض الزاماً ان لوگوں کے لئے ہے جو الزام و تخصیص کو بدعت و ناجائز سمجھتے ہیں، اور ساری گفتگو انہی کے اصول کے تحت ہو رہی ہے۔ ورنہ ہم سنیوں کو تو اعتراض ہرگز نہیں۔ الحمدللہ عزوجل۔

[20]اصول وہابیہ کے غسل گنبد خضرا بدعت تو اس کا غسل کیوں؟

سعودی عرب کے علماء ومفتی گنبد خضرا کو بدعت وحرام بلکہ شرک کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔انہی کے ایک کرائے کے مصنف نے لکھا کہ ''اللہ تعالیٰ مملکت سعودی عرب کو توفیق دے کہ اسے سنت کے مطابق کردیں جیسا کہ عہد صحابہ میں قایم تھے یعنی گنبد خضرا کو زمین بوس کردیں''(زیارۃ مسجد الرسول ﷺ: محمد شاھد محمد شفیق بحوالہ بدمذہبوں کی گستاخیاں انہیں کی کتابوں سے صفحہ 145 مولانا محمد طفیل رضوی)

معلوم ہوا کہ علماء وہابیہ کے نزدیک گنبد خضرا بدعت، ناجائز، حرام اور شرک کا ذریعہ ہے۔معاذ اللہ عزوجل۔لیکن دوسری طرف یہی علماء وہابیہ اپنے اس فتوے کے خلاف عمل کرتے نظر آتے ہیں۔

لہٰذا اب ہم علمائے وہابیہ سے پوچھتے ہیں کہ

۞......گنبد خضرا جب بدعت ہے تو اس گنبد کو غسل دینا، اس کو رنگ کرنا، اس کی دیکھ بھال کرنا یہ سب عمل بھی حرام و ناجائز ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ہے تو یہ عمل [یعنی گنبد کو غسل، سبز رنگ، دیکھ بھال]سعودی حکومت کی اجازت کے بغیر تو ہرگز نہیں ہوتا تو پھر سعودی حکومت اور انتظامیہ بدعتی و گمراہ

ٹھہرے کہ نہیں؟

۞ ......اگر گنبد خضرا بنانا ناجائز عمل تھا اور یہ حرام و بدعت ہے تو پھر اسی گنبد خضرا کی تصویریں سعودی ریالوں پر چھاپنے والوں پر کیا شرعی حکم عائد ہوگا؟ سو ریال کے نوٹ پر آج بھی گنبد خضرا کی تصویر چھاپی جاتی ہے تو کیا حکومتی سطح پر اصول وہابیہ کے مطابق حرام و ناجائز عمل کی اشاعت نہیں کی جارہی؟ اصول وہابیہ کے مطابق سعودی ریالوں پر گنبد خضرا کی تصویر چھاپ کر بدعتی و گمراہ ٹھہرے کہ نہیں؟

[21]اصول وہابیہ کے مطابق ہر فرض نماز کے بعد حرمین میں نماز جنازہ بدعت؟

سعودی عرب میں مکہ ومدینہ میں فرض نماز کی جماعت کے فوراً بعد نماز جنازہ پڑھایا جاتا ہے۔جیسے ہی فرض نماز ختم ہوتی ہے تو چند منٹ کے وقفے کے بعد نماز جنازہ کی نماز کا اعلان کیا جاتا ہے اور پھر نمازِ جنازہ مسجد کے اندر ہی با جماعت ادا کرتے ہیں۔جبکہ میت کے لئے ایک مخصوص کمرہ ہے جہاں اس کو رکھا جاتا ہے اور امام مسجد حرام ومسجد نبوی کے اندر کھڑا ہو کر نماز جنازہ پڑھاتا ہے۔

لہٰذا اب ہم علمائے وہابیہ سے پوچھتے ہیں کہ

۞......کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث میں ہر فرض نماز کے فوراً بعد اس مروجہ انداز میں مسجد کے اندر ہی نماز جنازہ پڑھنے کا ثبوت موجود ہے؟

۞...... نبی پاک ﷺ نے اپنی زندگی میں کتنی مرتبہ،اور کس کس صحابی یا صحابیہ کا نماز جنازہ فرض نماز کے فوراً بعد اس مروجہ انداز میں مسجد کے اندر ہی پڑھایا؟

۞......خلفاء رشیدین نے اپنی زندگی میں کتنی مرتبہ فرض نماز کے فوراً بعد اس مروجہ انداز میں نماز جنازہ حرم شریفین کے اندر ہی پڑھایا؟

۞......صحابہ، تابعین یا تابع تابعین نے اپنی زندگی میں کتنی مرتبہ فرض نماز کے فوراً بعد اس مروجہ انداز میں نماز جنازہ حرم شریفین کے اندر ہی پڑھایا؟

یہاں گفتگو جائز و ناجائز میں نہیں بلکہ سوال یہ ہے کہ کیا یہ مروجہ سعودی طریقہ نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین، یا تابع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] سے منقول ہے کہ نہیں؟

شیطانی قوم نے ہمیشہ مسلمانوں کو بدعتی کہا

الحمدللہ عزوجل ہم نے اپنی اس کتاب میں اصول وہابیہ کے مطابق یہ ثابت کیا کہ وہابی علماء بے شمار ایسے کام کررہے ہیں جوکہ خود ان کی بدعت کی تعریفوں اور اصولوں کے مطابق بدعت ضلالہ ہیں۔لیکن یہ لوگ اپنے گریبان میں جھانک کرنہیں دیکھتے اور اہل سنت و جماعت پر کفروشرک کے فتوے لگاتے جاتے ہیں۔اس لئے تو ہم کہتے ہیں کہ

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت

دامن کو ذرا دیکھ،ذرا بندقبا دیکھ

علماءوہابیہ کے ہاں شرک وبدعت کے فتوؤں کی فیکٹریاں بہت مشہور ہیں اور ان کی پروڈیکشن بڑی عروج پر ہے،اس کام میں ان کا کوئی ثانی نہیں مسلمانوں کو مشرک و بدعتی بنانے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگاتے۔حالانکہ جن باتوں کو وہ بدعت کہتے ہیں الحمدللہ عزوجل ان پرقرآن وسنت اور سلف وخلف کے حوالہ سے دلائل وثبوت موجود ہیں لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کو بدعتی و گمراہ قرار دیتے ہیں۔حالانکہ یہ غیرمناسب بلکہ شیطانی وخارجی طریقہ ہے

۞ ......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں جن، آسمانوں کی طرف چڑھتے اور نہایت غور سے وحی سنتے ایک کلمہ سنتے تو اس کے ساتھ نو کلمے اپنی طرف سے ملاتے۔ایک کلمہ تو حق ہوتا لیکن جو اضافہ کرتے وہ باطل ہوتا۔رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد انہیں وہاں جانے سے روک دیا گیا جنوں نے ابلیس سے ذکر کیا اور اس سے پہلے انہیں ستاروں سے نہیں مارا جاتا تھا۔

ابلیس نے کہا۔ضرور زمین میں کوئی نیا واقعہ رونما ہوا جس کی وجہ سے یہ رکاوٹ ہوئی چنانچہ اس نے اپنا لشکر بھیجا انہوں نے آنحضرت ﷺ کو پہاڑوں کے درمیان نماز پڑھتے ہوئے پایا (قائما یصلی بین جیدین اراہ) راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے مکہ میں دیکھا پھر اس لشکر نے ابلیس سے ملاقات کر کے یہ بات اسے بتائی

"فقال هذا الحدث الذی حدث فی الارض"

ابلیس نے کہا یہی وہ نئی بات ہے جو زمین میں پیدا ہوئی۔ھذا حدیث حسن صحیح۔

(ترمذی جلد دوم ابواب التفسیر۔تفسیر سورہ جن رقم ۱۲۵۰ ص ۵۴۳)

معلوم ہوا کہ جس طرح نبی پاک ﷺ کی امت کو بدعتی و جہنمی کہا جا رہا ہے اسی طرح ہم مسلمانوں کے آقا محمد رسول اللہ ﷺ کے عمل کوئی بات، نیا عمل [بقول وہابیہ بدعت] کہہ کر ابلیس لعین نے ورکیا تھا۔

مسلمانوں کو خواہ مخواہ بدعتی کہنا خارجیوں کا شعار ہے

ابلیس لعین نے بدعت بدعت کا نعرہ اپنی قوم کو سکھایا کہ جہاں مسلمانوں کو بد نام کرنا ہے، ان کو بدعتی بدعتی کہہ کر پکارانا شروع کر دو بلکہ بدعت کی آڑ میں ان کو شہید کر دو، بدعت کی آڑ بنا کر ان کے خلاف لڑو۔ چنانچہ خارجی جماعت نے اپنے آقا ابلیس لعین کی خوب خوب پیروی کی۔

☆ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ کامل میں خارجیوں کے بارے میں لکھا ہے کہ خارجیوں نے (یزید بن عاصم محاربی) نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ (اور جماعت صحابہ) کو کہا

''اے علی [رضی اللہ عنہ] کیا تم ہم کو ڈراتے ہو۔ آگاہ رہو اللہ کی قسم ہم [خارجی] تم (لوگوں یعنی مسلمانوں) کو قتل کر دیں گے تب تم جانو گے کہ ہم میں سے کون مستحق عذاب ہے پھر اس کے بھائی نکلے اور خوارج کے ساتھ مل گئے اسی

طرح روز بروز جمعیت ان کی بڑھتی چلی گی ایک روز (تمام خارجی) عبداللہ بن وہب راسی کے گھر میں جمع ہوئے اور اس نے خطبہ پڑھا

”فاخرجو ابنا اخواننا من هذاه القرية الظالم اهلها الى جانب هذا السواد الى بعض كور الجبال او بعض هذه المدائن منكرين لهذه البدع المضلة. الخ“

جس میں اس نے کہا کہ اس شہر کے لوگ (یعنی جماعت صحابہ علیہم الرضوان اجمعین) ظالم لوگ ہیں ہمیں (یعنی گروہ خارجی کو) لازم ہے کہ پہاڑوں یا دوسرے شہروں کی طرف نکل جائیں **تاکہ گمراہ کرنے والی بدعتوں سے ہمارا انکار ثابت ہو جائے**۔ الخ مخلصاً

(التاریخ کامل جلد ثالث صفحہ ۱۲۵ بحوالہ فتنہ وہابیہ ص ۱۳ علامہ محمد انوار اللہ فاروقی۔ اسکے علاوہ یہی روایت الفاظ کے تغیر سے ابن جریز نے الطبری فی تاریخ الامم و الملوک ۳/۱۱۵، ابن اثیر نے الکامل ۳/۲۱۳۔ ابن کثیر نے البدیۃ والنھایۃ ۷/۲۸۶ اور ابن جوزی نے المنتظم فی تاریخ الملوک والامم ۵/۱۳۰ میں نقل فرمائی)

معاذ اللہ عزوجل! دیکھئے خارجی بدبختوں جہنم کے کتوں نے ہمارے پیارے صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کو بدعتی قرار دیا، اور خود بہت بڑے توحیدی و سنت پر عمل پیرا ہونے کے دعوے دار بنے۔

۞......علامہ عبدالکریم شہرستانی نے الملل والنحل میں لکھا ہے کہ

''زیاد بن امیہ نے عروہ ابن اوبیہ سے جو خارجی تھا پوچھا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کا کیا حال تھا؟ کہا: اچھے تھے پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا تو اس خارجی نے کہا: ابتدا میں چھ سال تک ان کو میں بہت دوست رکھتا تھا پھر **جب انہوں نے نئی نئی باتیں اور بدعتیں شروع کیں** ان سے علیحدہ ہوگیا۔

(الملل والنحل صفحہ ۶۹ جلد ۱، فی بیان الخوارج)۔

پتہ چلا کہ ابلیس، کفار اور خارجیوں کا یہ طریقہ ہے کہ اہل حق امت مسلمہ کے افعال کو خواہ مخواہ بدعت و حرام قرار دیکر فسادارت بھرپا کرتے ہیں، اور مسلمانوں اور اسلام کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

لہذا ایسے تمام مکاتب فکر جن کی زبانیں صبح و شام شرک و بدعت کے وظیفوں سے تر رہتی ہیں، ان کو سخت غور و فکر کی ضرورت ہے، اور یہ بھی سوچنا چاہیے کہ کہیں ابلیس لعین کے مشن کی ترواتیج تو نہیں کر رہے؟

یہ ضروری نہیں کہ جس کو وہابی بدعت کہیں وہ عند اللہ بھی بدعت ہے

دیوبندی مکاتب فکر کے اشرفعلی تھانوی کہتے ہیں کہ

''یہ کیا ضروری ہے کہ جو آپ [وہابیوں] کے فتوے میں بدعت ہے وہ عنداللہ بھی بدعت ہو یہ تو علمی حدود کے اعتبار سے ہے۔ باقی عشاق کی تو شان ہی جدا ہوتی ہے'' (افاضات الیومیہ ج اص ۳۰۲)

معلوم ہوا کہ اشرفعلی تھانوی کے مطابق یہ ضروری نہیں کہ ایک عمل کو کوئی وہابی بدعت کہے تو وہ عنداللہ بھی بدعت ہے بلکہ ممکن ہے کہ وہ اپنی تحقیق کے مطابق بدعت سمجھتا ہو لیکن دیگر دلائل کی روشنی میں وہ بدعت نہ ہو جیسا کہ درج ذیل کاموں کو ایک وہابی بدعت کہتا ہے تو دوسرا جائز۔ مثلاً

- ...... جشن دیوبند کو بعض دیوبندیوں نے جائز اور بعض نے بدعت کہا۔
- ...... دلائل الخیرات کے غیر منقول درود وسلام کو سعودی علماء بدعت قرار دیتے ہیں جبکہ دیوبندی علماء اس کو جائز و کار ثواب سمجھتے ہیں۔
- ...... ہیضہ، طاعون وغیرہ بیماریوں کے وقت اذان کہنے کو اہلحدیث علماء نے بدعت کہا جب کے دیوبندیوں نے جائز۔

۞ ......زبان سے لفظاً نیت نماز کو بعض علماء نے بدعت کہا تو بعض نے جائز۔

۞ ......خلفہ راشیدین کے ایام وجلوس کو بعض دیوبندیوں نے بدعت کہا تو بعض نے جائز۔

۞ ......سیرت النبی ﷺ کے جلوسوں وجلوسوں کو بعض وہابیوں نے جائز کہا اور بعض بدعت کہتے ہیں، اوراس کا ثبوت نہیں مانتے۔

۞ ......تبلیغی جماعت کے مروجہ سہ روزوں اور چلوں کو بعض علماءوہابیہ نے بدعت کہا اور بعض جائز وکارخیر سمجھ کر عمل پیرا ہیں۔

۞ ......محراب مسجد کو بعض علماء نے بدعت کہا جبکہ آج پوری امت اس پر عمل پیرا ہے۔

۞ ......سعودی نیشنل ڈے کو بعض نجدی علماء نے بدعت کہا جبکہ بہت سارے اس پر عمل پیرا ہیں۔اوران کو کوئی بدعتی نہیں کہہ رہا۔

<u>**لہذا اب تھانوی کا حوالہ پھر پڑھیں کہ**</u> ”یہ کیا ضروری ہے کہ جو آپ [وہابیوں] کے فتوے میں بدعت ہے وہ عنداللہ بھی بدعت ہو یہ تو علمی حدود کے اعتبار سے ہے۔“ لہذا اب یہی بات معمولات اہل سنت کے بارے میں بھی تسلیم

کرلیں کہ

۞ ......وہابیوں کے نزدیک میلاد النبی ﷺ بدعت جبکہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک قرآن وسنت کے دلائل کی روشنی میں جائز۔

۞ ......وہابیوں کے نزدیک صلوۃ وسلام بدعت جبکہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک قرآن وسنت کے دلائل کی روشنی میں جائز۔

۞ ......وہابیوں کے نزدیک گیارہویں شریف بدعت جبکہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک قرآن وسنت کے دلائل کی روشنی میں جائز۔وغیرہ وغیرہ

لہذا یہ ضروری نہیں جو بات وہابیہ کے نزدیک بدعت ہو وہ عند اللہ یا عند الاسلام بھی بدعت ہو۔وہابیوں کا اپنا کوئی فتوی یا استدلال قطعی وصریح دلیل نہیں اور نہ ہی کوئی آیت وحدیث ہے کہ بس جو وہابیوں نے کہہ دیا وہ اسلام بن گیا۔[معاذ اللہ] یہ ممکن بلکہ واضح ہے کہ وہابی اپنی علمی کمزرویوں یا اہل سنت و جماعت سے بغض وعناد کی بنا پر ان کو بدعت کہتے ہیں،جبکہ قرآن و سنت کی روشنی میں جو دلائل علماء اہل سنت و جماعت پیش کرتے ہیں ان کو بنظر تحقیق وانصاف دیکھا جائے تو یہ عند اللہ یا عند الاسلام بدعت نہیں۔

لہذا فروعی مسائل میں ایسے اختلافات کی بناء پر جو شور شرابا کیا جاتا ہے وہ قطعاً

درست نہیں۔اور پھر ہم سنیوں کو بدعت بدعت کے طعنے دینے والے اپنے اصولوں وتعریفوں کے مطابق اپنی بدعات پر بھی نظر کریں۔

حرف آخر

اگر ہم سے بتقاضائے بشری اس کتاب میں کسی بھی قسم کی غلطی ہوگئی ہوتو علمائے اہل سنت و جماعت کی بارگاہ میں مودبانہ التجا ہے کہ ہماری اصلاح فرمائیں۔اللہ تعالیٰ عزوجل ہماری اس سعی کو قبول فرمائے اور اس کو مقبولیت عطا فرماتے ہوئے عوام الناس کے لیے راہ ہدایت کا ذریعہ اور میرے، میرے والدین، میرے خاندان اور عزیز و اقرباء کیلئے دنیا و آخرت میں نجات کا وسیلہ بنے۔اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ہمیں حق بات سمجھنے، قبول کرنے اور اسی پر ایمان و عافیت کے ساتھ کلمہ شہادت و درود و سلام پڑھتے ہوئے موت نصیب فرمائے۔

آمین یا رب العلمین بجاہ النبی الامین۔